انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کا ترجمان

ماہنامہ

بزمِ ارائیاں کراچی

شمارہ نمبر:15 نومبر 2016ء
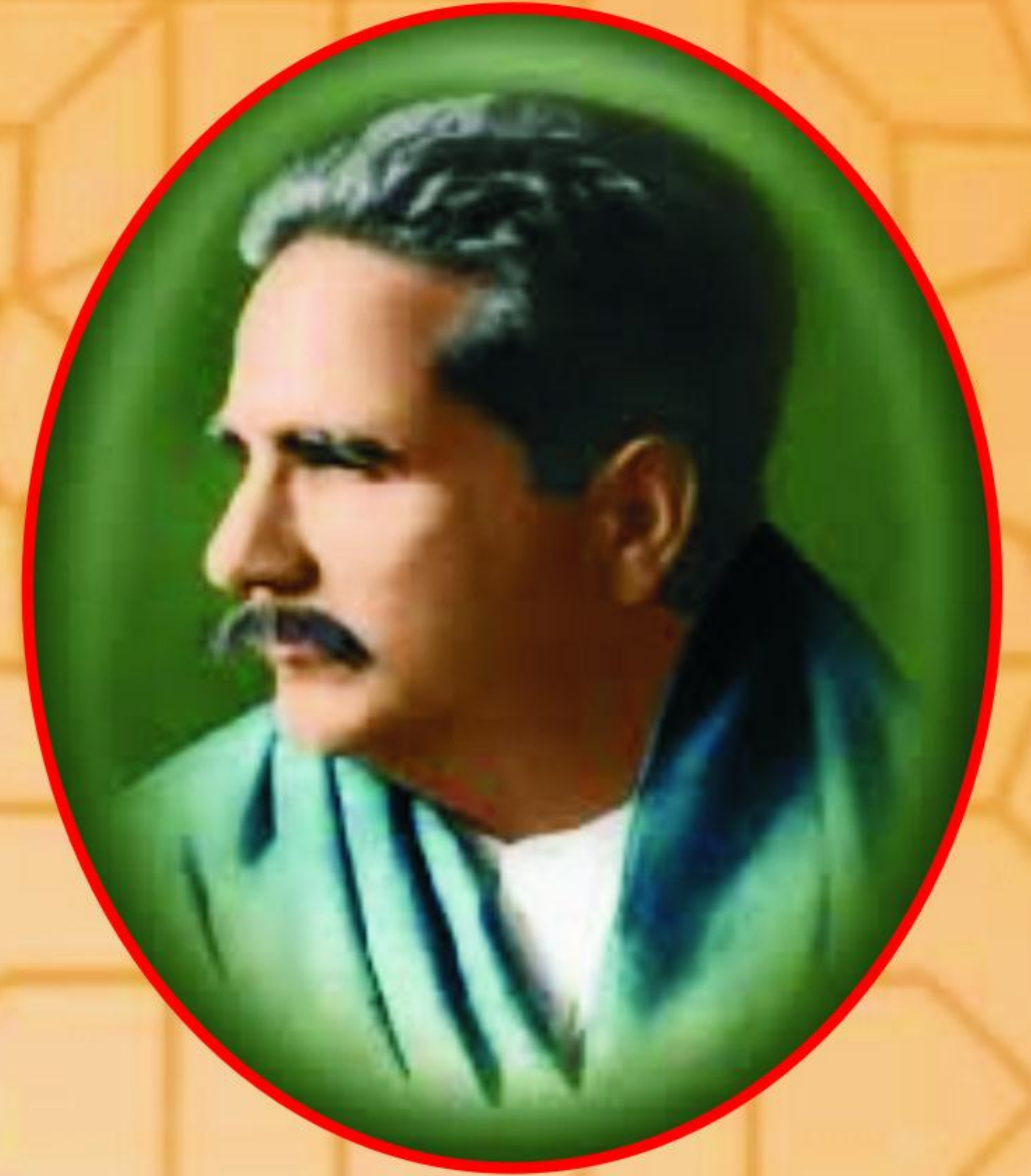
ایمان کی

روشنی

مستقل سلسلہ

علامہ محمد اقبالؒ اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے پڑھنے دیں...

نامور ناول نگار امجد جاوید ارائیں (حاصلپوری) کی خصوصی تحریر

مودی اور مزید حماقتیں...

آفتاب اقبال ارائیں کے قلم سے

ڈان... ایک سنسنی خیز سلسلہ

زیرِ انتظام: انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ۔

سرپرستِ اعلیٰ: چوہدری محمد شبیر ارائیں — چیف ایڈیٹر: نصیر احمد ارائیں

مینجنگ ایڈیٹر: میاں اشفاق مجید ارائیں — ایڈیٹر: اعجاز احمد ارائیں

بزمِ ارائیاں کی سالانہ ممبر شپ کروانے، اشتہارات، تحاریر یا حلقہ جات کی رپورٹس شائع کروانے اور دیگر کسی بھی معلومات کے لئے براہِ مہربانی موبائل نمبر 0300-8015588 پر رابطہ کریں۔

"بزمِ ارائیاں" میں شائع کروانے کے لئے تحریر یا تصویر اس E-mail پر بھیجئے۔ bazm-e-araian@arain.com.pk

اس شمارے میں

مشاورتی کونسل

میاں عبدالسلام ارائیں	صدر
شاہد ندیم ارائیں	ڈپٹی جنرل سیکریٹری
افتخار احمد ارائیں	سوشل سیکریٹری

لیگل ایڈوائزر

ایڈووکیٹ منظور حمید ارائیں 0300-2543005

ایڈووکیٹ سعید الزمان ارائیں 0300-2512875

محلِ خط و کتابت کا پتہ: ماہنامہ بزمِ ارائیاں
M-3، میزانائن فلور، فلک ناز ویو، شاہراہِ فیصل، کراچی
021-34595065 021-34571180
www.arain.com.pk

قیمت فی شمارہ =/50 روپے
زرِ سالانہ =/600 روپے

ذوالفقار علی ارائیں۔۔۔ کراچی ایڈورٹائزنگ

نمائندگانِ اعزازی

نام	مقام	نام	مقام
رضوان شاہد ارائیں	سعید آباد، کراچی	محمد ریاض ارائیں	مورو ضلع نوشہرو فیروز
محمد رمضان ارائیں	شیر شاہ، کراچی	سیف اللہ خالد ارائیں	یزمان منڈی
حیدر علی ارائیں	منظور کالونی، کراچی	میاں محمود اختر ڈولہ	دیپالپور، اوکاڑہ
عبدالحمید ارائیں	شاہ فیصل، کراچی	ایڈووکیٹ علی حیدر ارائیں	ضلع قصور
محمد انور جاوید ارائیں	شیر پاؤ، کراچی	ڈاکٹر محمد انور ارائیں	نارووال
آفتاب عالم ارائیں	بن قاسم کراچی	میاں جمیل احمد سلیمی ارائیں	ملکوال
محمد افراہیم ارائیں	نواب شاہ	عبدالحمید صابری ارائیں	رحیم یار خان
لیاقت علی ارائیں	ٹنڈو الہیار	مہر نصیر احمد ارائیں	لاہور
نذیر احمد پردیسی ارائیں	میرپور خاص	معوذ علی ارائیں	ضلع ٹانک، KPK

دیگر حلقہ جات کے سربراہ بھی "بزمِ ارائیاں" کے لیے اپنا نمائندہ مقرر کر کے صوبائی دفتر میں اُس کے کوائف ارسال کریں۔ تاکہ قابلِ اشاعت تنظیمی رپورٹس اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ کیا جا سکے۔

ارشادِ ربانی

حقیقت یہ ہے کہ بڑے خسارے میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے خدا سے جا ملنے کو جھٹلایا ہے۔ یہاں تک کہ جب قیامت اچانک ان کے سامنے آ کھڑی ہوگی تو تو وہ کہیں گے ''ہائے افسوس! کہ ہم نے اس (قیامت) کے بارے میں بڑی کوتاہی کی۔'' اور وہ (اس وقت) اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے۔ (لہٰذا) خبردار رہو کہ بہت بڑا بوجھ ہے، جو یہ لوگ اٹھا رہے ہیں۔

(سورۃ الانعام، آیت 31)

ارشادِ نبوی ﷺ

سرورِ کونین ﷺ کا ارشاد ہے کہ!

''وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس کا پڑوسی اس کے شر اور ایذا رسانیوں سے محفوظ نہ ہو۔ جو شخص خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے اپنے پڑوسی کا اکرام کرنا چاہیے۔ محض خدا کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے پڑوسی سے تعلق رکھا جائے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد)

روشنی ایمان کی

حمدِ باری تعالیٰ

خوشا وہ دن حرم پاک کی فضاؤں میں تھا
زبان خاموش تھی دل محوالتجاؤں میں تھا
درِ کرم پہ صدا دے رہا تھا اشکوں سے
جو ملتزم پہ کھڑے تھے، میں ان گداؤں میں تھا
غلافِ کعبہ تھا میرے ہاتھوں میں
خدا سے عرض و گزارش کی انتہاؤں میں تھا
حطیم میں مرے سجدوں کی کیفیت تھی عجب
جبیں زمین پہ تھی ذہن کہکشاؤں میں تھا
طواف کرتا تھا دیوانہ وار کعبے کا
جہانِ ارض و سما جیسے میرے پاؤں میں تھا
دھڑک رہا ہے مرے سازِ روح پر اب بھی
وہ ایک نغمہ جو لبیک کی صداؤں میں تھا
مجھے یقین ہے میں پھر بلایا جاؤں گا
کہ سوال بھی شامل ہے میری دعاؤں میں تھا

(سید صبیح الدین صبیح رحمانی)

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کہنے کا نعت مجھ کو سلیقہ سکھائیے
آقا ﷺ مجھے بھی اپنا مدح گو بنائیے
مہمان ہوں میں شہرِ مدینہ میں آپ ﷺ کا
نانِ جویں بچی ہوئی اپنی کھلائیے
مہمان اگر ہوں میں تو میرے میزبان ہیں آپ ﷺ
رحمت کا خوان خلدبریں سے منگائیے
فخرِ عرب ہیں آپ ﷺ اور میں سرتاپا عجم
زیرِ قدم بلالؓ کے مجھ کو بٹھائیے
مل جائے گا مجھے بھی کمالِ سخنوری
اپنا ذرا لعابِ دہن تو چٹائیے
کم فہم و کج بیان ہوں کج علم ہوں حضور ﷺ
کہہ کے غلام مجھ کو بھی، آقا بلائیے
اک تھا سحاب سر پہ عمامہ وہ آپ ﷺ کے
نعلین اس سحاب کو بھی اپنی بنائیے

(محبوب حیدر سحاب)

خیرات کی برکتیں

مولانا محمد حسین آزاد فرماتے ہیں!

'' میرے گاؤں میں ایک خاتون تھی منظور کی اماں، میری اماں بتاتی تھیں کہ بیٹے جب یہ خاتون بیاہ کر آئی تھیں تو اس گھر میں اتنی غربت تھی کہ دو وقت کا چولہا مشکل سے جلتا تھا،مگر اس خاتون کے آنے کے بعد اس گھر کے حالات بدلنا شروع ہوئے اور پورے گاؤں کے لوگ ہیں کہ ایسی کیا بات ہوئی جو ان کی حد سے بگڑی ہوئی معاشی اور گھریلو حالت میں اتنی تبدیلی آگئی، کہاں تو مشکل سے دو وقت کی روٹی ملتی تھی اور کہاں یہ عالم کہ کوئی سائل ضرورت منداس خاتون کے گھر سے خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

میں نو دس سال کی عمر میں جب 1933ء میں اپنے گاؤں سے بغرض تعلیم کلکتہ آیا تو میں ایک بار اس خاتون کے میاں جس کو میں نظیر چچا کہا کرتا تھا، ان کی دکان پر ملنے گیا۔بچپن سے میری یہ عادت رہی ہے کہ جب میں کسی بات کو نہیں سمجھ پاتا تو اس کی ٹوہ میں لگا رہتا ہوں۔نظیر چچا کی دکان کلکتہ شہر کے ایک ایسے علاقے میں تھی ، جو کوئی معروف حیثیت نہیں رکھتا تھا۔تب ان کی دکان کے سامنے لال وکی کھیل کا میدان تھا۔اس کے پاس ہی ان کی ایک بہت چھوٹی سی پان بیڑی کی دکان تھی۔میں جس وقت ان کی دکان پر گیا تھا، دو آدمی بیڑی بنانے میں مشغول تھے اور نظیر چچا پان بنانے اور لگانے میں۔۔۔گاؤں میں اس کا گھر میرے پڑوس میں تھا،مل کر بہت خوش ہوئے ، دکان میں اوپر بلا کر بٹھالیا۔

باتوں باتوں میں، میں نے ان سے پوچھ لیا کہ چچا بس آپ کی یہی چھوٹی سی دکان ہے؟ بولے ہاں بیٹا! خدا پاک اسی میں خیرو برکت دیتا ہے۔میں نے ان سے پوچھا کہ پورے گاؤں میں یہ بات سب جانتے ہیں کہ آپ کے گھر سے کوئی خالی نہیں جاتا اور چچی سب سائلوں اور مانگنے والوں کو مٹھی بند کر کے ریز گاری دیتی ہیں۔۔۔آخر یہ کیا بات ہے؟

بولے! بیٹا وہ ایسا اس لیے کرتی ہے کہ ان کے پاس ضرورت مندوں کو دینے کے لیے ریزگاری ہی ہوتی ہے۔اتنا کہہ کر نظیر چچا نے دکان میں رکھے ہوئے ایک ٹین کے ڈبہ کی طرف اشارہ کیا۔وہ ڈبہ دیکھتے ہو،جس دن سے یہ دکان کھولی ہے، خدا کا نام لے کر اس روز

سے آج تک میرا یہ معمول ہے کہ روزانہ جو بکری ہوتی ہے تو شام کو اس کا حساب کر کے ہر روپیہ پر ایک پیسہ غریبوں کے لیے نکال کر ڈبے میں ڈال دیتا ہوں۔۔۔جب یہ ڈبہ بھر جاتا ہے تو تمھاری چچی کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔۔۔۔شروع دن سے آج تک میرا یہ روزمرہ کا معمول چلا آرہا ہے۔۔۔ان کی زبان سے یہ سب کچھ سننے کے بعد مجھ پر یہ راز کھل گیا کہ پڑوس میں رہنے والی میری چچی منظور کی اماں کی خوشحالی اور سخاوت کا راز کیا تھا۔

گاؤں میں کوئی بھی مسافر اگر مسجد میں قیام کرتا تو امام صاحب '' منظور کی اماں'' کے گھر خبر بھجوا دیتے مسافر جتنے دنوں رہتے ، ان کا دونوں وقت کا کھانا اِن کے گھر سے جاتا۔اگر زادِ راہ کی ضرورت پڑتی تو وہ بھی بھجوادیتیں۔

نظیر چچا گھریلو اخراجات کے لیے ہر ماہ تین سے چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجا کرتے تھے۔۔۔آپ اندازہ کریں کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب اعلیٰ قسم کا چاول ایک روپے کا دس سیر، گائے کا گوشت آج کے حساب سے چھ پیسے میں ایک سیر ملا کرتا تھا۔ارزانی کے اُس دور میں بھی جس گھر کے اخراجات چار سو روپے ہو، وہ کتنا خوشحال ہو۔

بقر عید کے موقع پر قصاب گاؤں میں جھنڈ کے جھنڈ گائے اور بیل لے کر آتے۔گاؤں پہنچ کر وہ سب سے پہلے چچی کے پاس جاتے اس لیے کہ ان کو یہ معلوم تھا کہ قربانی کے لیے ان سے زیادہ موٹا تازہ جانور گاؤں میں کوئی اور نہیں خریدے گا۔یہ اس گاؤں کا حال تھا، جہاں بڑے بڑے زمیندار بھی تھے۔اعلیٰ عہدوں پر فائز حضرات بھی۔خان بہادر، ڈاکٹر، انجینئر بھی،مگر خدا کی راہ میں دینے اور لٹانے والی تو صرف میرے پڑوس کی چچی ہی تھی۔

یہ نہ سمجھئے کہ ان کے دینے دلانے اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا سلسلہ صرف روپیہ میں ایک پیسہ تک محدود تھا، جی نہیں۔۔۔ زکوٰۃ ، صدقات دینا اس پر مستزاد تھا۔۔۔ایک ایسی خاتون کہ جب وہ اس گھر میں بیاہ کر آئی تھی تو اس وقت، دو وقت کی روٹی مشکل سے نصیب ہوتی تھی، وہ بھی ارزانی کے زمانہ میں، وہ گھر اور اس گھر کی وہ خاتون گاؤں کی سب سے مخیّر اور ضرورت مندوں کے کام آنے والی کیسے بن گئی؟ اس راز کو سمجھنے اور پانے کے لیے،ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے۔

اس راز کو تو خدا تعالیٰ نے صدیوں پہلے قرآن مجید میں کھول کر بیان کر دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

'' جو لوگ اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سودانے ہوں۔''

(سورۃ البقرہ)

حکیم الامت

علامہ محمد اقبالؒ
اور
حُبِ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

بریگیڈیئر (ر) فاروق احمد

نبی پاک ﷺ کی دعوت کسی زمانے تک محدود نہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان ہی ختم کر دیا گیا ہے اور اب رہتی دنیا تک آپ ﷺ کا ہی پیغام جاری و ساری رہے گا۔

نبی پاک ﷺ نے زندگی گزارنے کا ایسا لائحہ عمل عطا کیا جو ہر طرح سے ممکن ہے اور ہر دور کے تقاضوں کو بطریقِ احسن مکمل کر سکتا ہے۔ اس میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ اس لیے آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت قطعی ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد متوقع نہیں اور جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ ایک طرح سے تکمیل دین اور آپ ﷺ کی کاملیت، آپ کی تعلیمات کی ہمہ گیری اور ابدیت سے انکار اور امت میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ ''رموزِ بیخودی'' میں رسالتِ محمدی ﷺ کو مرکزِ ملت اور وحدتِ اسلامی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں!

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ﷺ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گزاشت
داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسان خدا ست
پردۂ ناموس دینِ مصطفیٰ ﷺ است
قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظِ سرِ وحدت ملت ازو

(اسرار و رموز۔ 1181)

نیز یہ کہ:

حق تعالیٰ پیکرِ ما آفرید
وز رسالت تن ما جاں دمید
از رسالت در جہاں تکوینِ ما
از رسالت دین ما آئینِ ما
از رسالت ہم نوا گشتیم ما
ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما

(اسرار و رموز۔ 116)

'' مطلب یہ کہ اللہ نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسول ﷺ پر رسالت۔ اب زمانہ کی تمام رونق ہمارے دم قدم سے ہے۔ آپ ﷺ پر رسالت ختم ہو گئی اور ہمارے بعد کوئی نئی اُمت مبعوث نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کا آخری جام عطا کر دیا ہے۔ اب ساقی گری (دعوتِ دین) کا فریضہ اُمتِ مسلمہ کو انجام دینا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح دینِ مصطفیٰ ﷺ کی ناموس برقرار رکھی۔ قوم کی قوت اور ملت کی وحدت آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ملت کا پیکر بنایا تو رسالت سے ہمارے جسم میں روح پھونکی گویا ہمارا وجود اور دستورِ حیات رسالت ہی سے ہے۔ رسالت سے ہمیں اتفاق و اتحاد اور مرکزیت کی ایسی نعمت ملی جس کی قیمت کا اندازہ ناممکن ہے۔''

حضور پاک ﷺ پر ایمان کا مطلب صرف آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ آپ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی اور سرورِ انبیاءؑ تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبالؒ ختمِ نبوت پر گہرا اور مستحکم عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ختمِ نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے قطعی خارج ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنے مشہور خطبات میں بھی فلسفیانہ انداز میں ختمِ نبوت کا اثبات کیا ہے۔ اُن کے خیال میں حضور پاک ﷺ قدیم و جدید دُنیا کے درمیان رابطہ قائم کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی وحی کا سر چشمہ قدیم ہے اور وحی کی روح کے لحاظ سے آپ ﷺ دورِ جدید سے متعلق ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی میں حیات نے اپنے دھارے کے مطابق علم کے مزید سرچشمے دریافت کر کے نبوت کی ایسی تکمیل کر دی ہے کہ اب اس کے ختم کر دینے کی ضرورت کا یقین ہو گیا۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے ''ختمِ نبوت'' کے مسئلے کی بطورِ خاص تشریح اس لیے کی کہ اُن کے دور میں پنجاب کے ایک قصبے ''قادیان'' میں مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو بتدریج محدث، مجدد، امام مہدی، مسیح موعود اور بالآخر کامل نبی قرار دیا اور ساتھ ہی انگریزی حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ کیونکہ اس کے خیال میں برطانوی حکومت رحمت کا سایہ تھی۔ علامہ اقبالؒ جب اس فتنے کی حقیقت سے

آگاہ ہوئے تو چند سخت بیانات دیئے جن میں یہ بھی ثابت کیا کہ ختمِ نبوت اسلام کا مدلل عقیدہ ہے، جو شخص اس کا انکار کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جو نئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اُمت کی وحدت و مرکزیت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو حضور پاک ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی مانیں وہ کافر ہیں اور مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (حرفِ اقبالؒ ص 113, 161)

بعد ازاں علامہ اقبالؒ نے اردو مجموعہ کلام ''ضربِ کلیم'' میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو ہدفِ تنقید بنایا۔ ان کے خیال میں اس دور میں ملتِ اسلامیہ کو ایسے الہام کی ضرورت ہے جو قوم کی مردہ رگوں میں زندگی پیدا کر سکے اور یہ الہام قرآن و سنت میں موجود ہے۔ وہ الہام رد کر دینے کے قابل ہے جب جسدِ ملت کو ناکارہ بنانے کا کام کرے۔ ایسی امامت اور نبوت کو اقبالؒ فتنہ اور ایسے الہام کو غارت گری کے ہم معنی قرار دیتے ہیں جو مسلمان کو محکومی کا سبق دے اور قوم کے لیے قوت و طاقت کا باعث نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں۔

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

☆☆☆

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کا خطبہ الہٰ آباد سے۔۔۔!

آبِ حیات

''اس خطے کا مسلمان اپنے شاندار اور جاندار ماضی کو بھلا چکا ہے۔ اسی لیے زندگی کی پوری آب و تاب اور غیرت و وقار میں رہ کر جینے سے مایوس ہو چکا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اسے کہا جا رہا ہے کہ جن قوتوں نے اس کی آزادی غصب کر رکھی ہے، وہ انہیں شکست نہیں دے سکتا، اس لیے ان سے مصالحت کر لے اور ان کی شرائط کے مطابق زندگی کے دن پورے کرے۔

یاد رکھئے! باوقار زندگی کا شعلہ دوسروں سے ادھار نہیں لیا جا سکتا۔ یہ آگ تو اپنی روح کے اندر روشن کرنا پڑتی ہے۔ کسی طرف سے امداد کی کوئی امید نہ رکھئے۔ اپنی ساری توانائیاں مجتمع کیجئے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے خود کو مردِ غیور و محکوم بنائیے۔ ہم قرآن کے وارث اور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے امتی ہیں۔ باغیرت، باحمیت اور آزاد زندگی بسر کرنے کا حق، سلیقہ اور ڈھنگ ہم سے زیادہ کس کو آتا ہے۔ آج ہی سے مخلصانہ تیاری کیجئے۔ میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ مسلم اکثریتی آبادی کے حصوں میں مسلمانوں کی مملکت قائم ہو چکی ہے۔''

یہ 1930ء میں الہٰ آباد میں مسلم لیگ کے اجلاس میں حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے خطاب کا ایک حصہ ہے۔ بہت کم لوگوں کو یقین آیا ہو گا کہ علامہ اقبال کی پیش بینی پاکستان کی خود مختار و مستقل مملکت کی تعمیر کا راستہ دکھا دے گی۔ اس دن سے اپنے رب سے جا ملنے سے پہلے کے لمحات تک علامہ اقبال نے کھوئی اور سوئی ہوئی قوم کو تلاش کیا اور جگایا۔ مایوسی اور ناامیدی کے شکار مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ پیدا ہونے لگی۔ علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے پاکستان کی صورت میں نا صرف نسخہ شفا معلوم کیا بلکہ اُس مردِ مومن کا انتخاب بھی کیا جو عزم و امید کی کشتی کو منزل پاکستان تک لے جا سکے اور انہیں یہ ذمہ داری سنبھالنے پر آمادہ بھی کر لیا۔ قائدِ اعظم محمد علیؒ، علامہ اقبالؒ کی خط و کتابت سے متاثر ہو کر انگلستان سے ہندوستان آ گئے اور کاروانِ آزادی کی قیادت سنبھال لی۔

ایک دن آیا کہ علامہ اقبال کے تصور نے حقیقت کی صورت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانانِ برِصغیر کو الگ وطن پاکستان عطا فرما دیا۔

صرف برِصغیر ہی نہیں علامہ اقبالؒ پوری دنیائے اسلام اور ساری ملتِ اسلامیہ کو خوابِ غفلت سے جگانے اور اُن کے تمام مسائل پر سوچ بچار کر کے عملی حل تلاش کرنے میں تا مرگ مصروف رہے۔ اسلام کی پاسداری، اپنی آزادی کے حصول و تحفظ اور آبرومندانہ زندگی کی گزر بسر کے لیے وہ مسلمانوں کی ناقابلِ تسخیر اور دندان شکن عسکری صلاحیت کے بہت بڑے حامی تھے۔ ایک بار کہا!

''مسولینی نے کہا تھا کہ روٹی اُس کی جس کے ہاتھ میں فولاد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سب کچھ اُس کا جس کے ہاتھ میں فولاد ہے۔ باوقار انفرادی اور اجتماعی زندگی کا راز قوت اور مشقت میں ہے۔''

تاریخ انسانی مین ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایک شاعر و فلسفی نے اپنی قوم کی تقدیر بدلنے کا ایسا کارنامہ کر دکھایا ہو۔ آج کے پاکستانی ہی نہیں، قیامت تک کے پاکستانی علامہ اقبالؒ کے احسان مند رہیں گے۔ یہ قرض اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ علامہ اقبال کا نصب العین پورا کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد جاری رہے۔

یہ ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ فکرِ اقبال پاکستان اور اہلِ پاکستان کے لیے آبِ حیات ہے۔ اس لیے پاکستان اور فکرِ اقبالؒ لازم و ملزوم ہیں۔

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کا

پاکستان کی طرف پہلا سفر
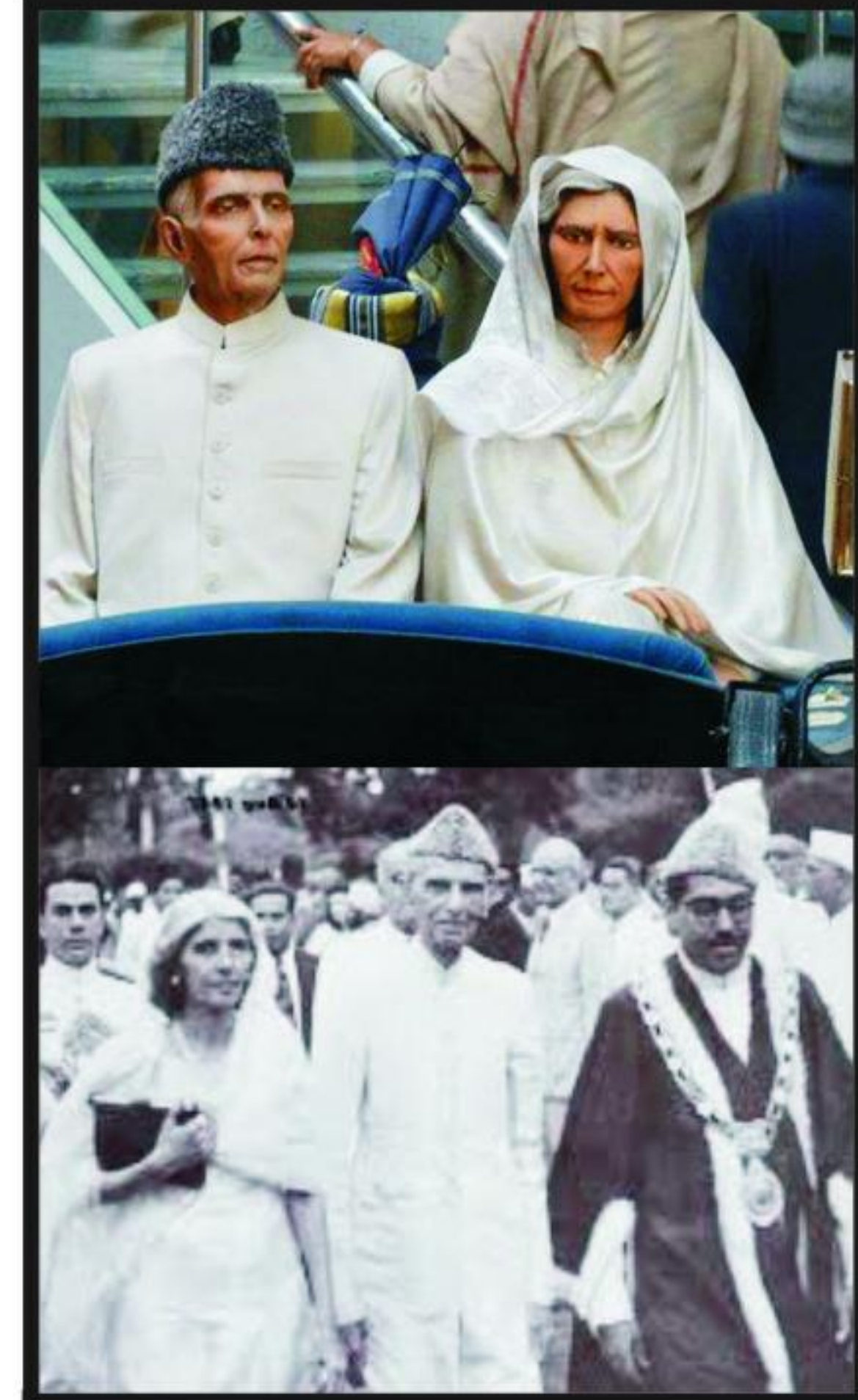
مشتاقانِ دیدار کا ہجوم دیکھ کر قائدِ اعظم کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔

آزادی کے بعد جب بابائے قوم پہلی مرتبہ بطورِ گورنر جنرل کراچی تشریف لائے تو اہلِ پاکستان کے دیدہ و دل فرشِ راہ ہو گئے۔ اس حوالے سے کتاب ''محمد علی جناح'' کے مصنف نے ان جذباتی لمحات کو جن الفاظ میں رقم کیا ہے وہ ہمارے قائد کی عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ کتاب کے مصنف قائدِ اعظم کی کراچی آمد کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''دوپہر کا کھانا مسٹر جناح نے ہوائی جہاز میں کھایا اور پھر اخبار پڑھنے لگے۔ ان کے دونوں اے ڈی سی ان کی باضابطہ اخبار بینی کی عادت سے واقف نہ تھے۔ آج پہلی دفعہ انہوں نے دیکھا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے سلیقے سے ایک ایک اخبار اس انبار سے اٹھایا جو ان کے بائیں ہاتھ پر رکھا تھا۔ پڑھنے کے بعد اسے پھر دُہرا کیا اور داہنے ہاتھ پر رکھا تھا۔ ان کے دونوں اے ڈی سی آپس میں ان کے سلیقے اور باضابطگی سے پُر تھے۔ انہیں پڑھ کر قائد کے دل میں جو جذبات پیدا ہوئے ہوں گے ان کا ہمیں کچھ علم نہیں۔ دورانِ سفر جو لوگ ان کے ساتھ تھے، ان کا کہنا ہے کہ قائد کے جذبات کا کوئی اثر ان کے چہرے پر ظاہر نہ ہوا۔ چار گھنٹے کے اس سفر میں انہوں نے صرف ایک مرتبہ لب کشائی کی۔ چند اخبار اٹھا کر انہوں نے ربانی کی طرف بڑھائے اور کہا!

'' آپ یہ اخبار پڑھیں گے؟'' اس کے بعد سفر ختم ہونے تک وہ بالکل خاموش رہے۔

جہاز جب کراچی کے قریب پہنچا تو قائدِ اعظمؒ نے نیچے نظر ڈالی اور دیکھا کہ ہزاروں آدمی ان کے استقبال کو تیار کھڑے ہیں۔ یہ اس قوم کے فرد تھے جنہیں ابھی ابھی قائد نے سیاسی غلامی اور معاشی زبردستی سے نجات دلائی تھی۔ اس مجمعے میں اکثر افراد سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ہوائی جہاز میں سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ نیچے ایک وسیع برفیلا میدان ہے۔

ان دنوں کراچی کی ہر سڑک پر مہاجروں اور پناہ گزینوں کے قافلے دکھائی دیتے تھے۔ جو تھوڑا بہت اثاثہ وہ ہندوستان سے بچا کر ساتھ لا سکے تھے، وہ چھوٹی چھوٹی گاڑیوں پر لدا ہوتا تھا۔ قائد کا خیر مقدم کرنے والوں میں بھی بہت بڑی تعداد ان مہاجروں کی تھی۔ اس دن انہیں جہاں کہیں پانی کا نل نظر آیا اس میں انہوں نے اپنے کپڑے دھو ڈالے۔ پھر دھوپ میں انہیں سکھایا اور پہن کر ہوائی اڈے کا رُخ کیا۔

قائدِ اعظمؒ کے ایک اے ڈی سی کا کہنا ہے کہ!

''جب قائدِ اعظمؒ نے نیچے نظر ڈالی اور مشتاقانِ دیدار کا ہجوم دیکھا تو یکا یک ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور یوں معلوم ہوا کہ وہ دوبارہ جوان ہو گئے ہیں۔''

ہوائی جہاز ٹھہرا تو سب سے پہلے قائد اس میں سے اترے، ان کی ہمشیرہ ان کے پیچھے تھیں۔ لوگوں نے '' قائدِ اعظم زندہ باد'' کے نعرے بلند کیے اور دیوانہ وار آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگے، تاکہ وہ اپنے رہنما اور مسیحا کو جی بھر کر دیکھ سکیں۔

قائدِ اعظمؒ کے چہرے پر اس وقت بھی ان کی مخصوص مستقل مزاجی اور تنہائی جھلک رہی تھی۔ انہوں نے کاغذوں کا ایک صندوق اپنے نیول اے ڈی سی کے سپرد کرتے ہوئے تاکید کی کہ اسے بہت احتیاط سے رکھیں ۔ پھر انہوں نے مسلم لیگ کے لیڈروں سے مصافحہ کیا جو ان کے قریب کھڑے تھے۔ قائدِ اعظمؒ جب ان کے سامنے سے گزرے تو ان میں سے کئی ایک رو پڑے۔

ہوائی اڈے سے اندرونِ شہر تک لوگوں کا ہجوم سمندر کی طرح پھیلا ہوا تھا اور اس بھیڑ کو چیر کر قائدِ اعظمؒ کی سواری کے لیے راستہ صاف کیا گیا۔ قدم قدم پر لوگوں نے '' پاکستان زندہ باد'' کے نعرے بلند کیے۔ ہاں راستے میں ایک مقام البتہ ایسا آیا کہ جہاں نعرے سنائی نہ دیے، نہ جوش و خروش کا کوئی مظاہرہ دکھائی دیا۔ یہاں بھی لوگ اپنے اپنے گھروں سے باہر کھڑے ہو کر قائدِ اعظم کی سواری کو دیکھ رہے تھے، لیکن وہ خاموش تھے اور مغموم و متفکر معلوم ہوتے تھے۔ قائدِ اعظمؒ نے جب اس کی وجہ پوچھی تو انہیں بتایا گیا کہ یہ ہندوؤں کا علاقہ ہے۔ پاکستان کے ان شہریوں کے لیے یہ خوشی کا دن نہ تھا۔

قائدِ اعظم نے کہا!

ہم ان لوگوں کے لیے پاکستان میں امن و سلامتی کا اہتمام کریں گے۔

(ضیا شاہد کی کتاب '' قائدِ اعظم'' سے اقتباس)

آفتاب اقبال ارائیں

نامور کالم نگار، عظیم صحافی اور معروف ٹیلیویژن اینکر پرسن جناب آفتاب اقبال ارائیں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں اپنی ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔ آپ اردو زبان کے شاعر جناب ظفر اقبال ارائیں کے صاحبزادے ہیں اور ضلع اوکاڑہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اپنی ابتدائی تعلیم لاہور میں Convent Jesos And Marry سے حاصل کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے گریجو ایٹ اور ماسٹرز کیا۔ اس کے بعد San Jose State University California سے میڈیا کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد صحافت کے شعبے میں آ گئے۔

جناب آفتاب اقبال ارائیں نے 1985ء میں لکھنے کا سلسلہ اس وقت شروع کیا جب آپ انگلش میڈیا میں کام کر رہے تھے۔ آپ نے دن رات محنت اور بے پناہ ذہانت جیسی خداداد صلاحیتوں کی بدولت میڈیا کے شعبے میں اپنی منفرد پہچان بنائی۔ اس وقت پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں ایک درخشندہ ستارے کی مانند اپنی مخصوص پہچان اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔

جناب آفتاب اقبال ارائیں وطنِ عزیز پاکستان اور ارائیں برادری کے قابل فخر فرزند ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں ان کی تحریریں پڑھنے والے اور انہیں ٹیلیویژن اسکرین پر دیکھنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔

''بزمِ ارائیاں'' کے لیے تحریری تعاون پر ادارہ ''بزمِ ارائیاں'' اور انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے عہدیداران تہہ دل سے جناب آفتاب اقبال ارائیں کے شکر گزار ہیں۔

(ادارہ)

مودی اور مزید حماقتیں

وزیرِ اعظم مودی کی پیدائش پر اس کے ماں باپ بہت پچھتائے ہوں گے کہ بیچارے انجانے میں کیا کر بیٹھے ہیں۔ کیونکہ ہر گندی اولاد کی طرح یہ صاحب بھی اپنے والدین کی پکڑ کا سبب بنیں گے۔ اگر آپ اس اجمال کی تفصیل جاننا چاہیں تو صرف اتنا معلوم کر لیں کہ موصوف کو گجرات کا قصاب کیوں جاتا ہے۔

خیر۔۔۔ بدنصیب والدین تو جو بھگتیں گے سو بھگتیں گے۔ بیچارے ناسمجھ بھارتی عوام اگلے دو سال تک یاد رکھیں گے اور ہاتھ لگا لگا کر بھی دیکھیں گے کہ کس نااہل شخص کو اتنے بڑے مُلک کا وزیرِ اعظم بنا بیٹھے تھے۔

مودی کو ہم پچھلے بارہ سال سے میڈیا پر بغور دیکھ رہے ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ منموہن سنگھ جیسے مدبر کے بعد کیسا عجیب الخلقت شخص ہمارے ہمسایہ ملک کا پردھان منتری بن بیٹھا ہے۔ یہ صاحب جب بھی منہ کھولتے ہیں، ان کی باتوں سے بدبو آتی ہے۔ دنیا کی ریت یہی ہے کہ لوگ ترقی کر کے اپنے آپ کو بہتر اور بڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر مودی نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ اپنے اندر کے ایک جاہل ویٹر اور ٹی بوائے کو کبھی سمجھدار نہیں ہونے دیں گے۔ آر ایس ایس کی انسانیت سوز تعلیمات میں لتھڑے اور بھارتی گجرات کی مسلمان کش فضا میں پلے بڑھے مودی کو ماسوائے پاکستان کے اور کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ آپ انٹرنیٹ پر موجود ان کے درجنوں کلپ دیکھ سکتے ہیں موصوف کس طرح مذہبی جوش وخروش کے ساتھ پاکستان کو نیست و نابود کرنے کا اعادہ کرتے نظر آتے ہیں۔

قدم قدم پر بہادری کا دعویٰ کرنے والے نریندر سنگھ مودی کی اپنی حالت یہ ہے کہ جس دن سے پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین نے اقتصادی راہداری کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں، انہوں نے ایک ہاتھ میں اپنا دل اور دوسرے میں لوٹا تھام رکھا ہے۔ ان کے ذاتی اسٹاف کے مطابق آپ اپنا زیادہ تر وقت ٹائلٹ میں گزارتے ہیں۔ صبح صبح غور وفکر سلسلہ بھی آپ ٹائلٹ میں ہی شروع کرتے ہیں اور اس ماحول کا اثر آپ کی باتوں سے خوب جھلکتا ہے۔

متحدہ عرب امارات کے ساتھ 75 ارب ڈالر کا معاہدہ کر کے مودی صاحب یوں اتراتے ہیں گویا دنیا ہی فتح کر لی ہو۔ ہمارے حساب کتاب سے تا حال یہ آپ کی سب سے بڑی سفارتی غلطی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یمن، شام اور عراق میں اس وقت کیا کچھ ہو رہا ہے۔

پاکستان اگر آپ جیسی عاقبت نااندیشی کا مظاہرہ کرتا تو یقین کیجئے یہ شیوخ ہم پر بھی ایسے معاہدوں کی بھرمار کر دیتے۔ مگر حیرت انگیز طور پر ہمارے والے دوستوں نے شاید پہلی مرتبہ کرائے کے ٹٹو بننے سے انکار کیا ہے۔ ان کا یہ انکار ہمارے قومی وقار میں بے پناہ اضافے کا باعث بنا ہے۔

بہر حال کاش کسی سیانے نے مودی کو اتنا ضرور بتایا ہوتا کہ مشرقِ وسطیٰ کی وہ تمام ہتھ چھٹ قوتیں جنہوں نے شیوخ وملوک کو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے، اب بھارت کو بھی دشمن کی نظر سے دیکھنے لگیں گے۔ اس کے بعد اب مزید لکھنے کی گنجائش نہیں۔ مودی صاحب اس تھوڑے لکھے کو بہت سمجھیں اور اگر آپ کو عرب شہزادوں کے واری صدقے جانے۔۔۔ اور۔۔۔ ان کے ملازمین کے ساتھ سیلفیاں اتروانے سے فرصت ملے تو براہِ کرم ان چھوٹی چھوٹی گزارشات پر غور ضرور کر لیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر: 12 پر)

حاصل پور ضلع بہاول پور سے تعلق رکھنے والے ارائیں برادری کے قابلِ فخر فرزند جناب امجد جاوید ارائیں دورِ حاضر میں وطنِ عزیز کے نامور ناول نگار ہیں۔ بنیادی طور پر شعبہ درس و تدریس سے تعلق رکھتے ہیں۔ 1993ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ابلاغیات میں ماسٹرز کرنے کے بعد روزنامہ جنگ لاہور سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔

جناب سجاد پراچہ، جناب ریحان ساجد، جناب واجد خان اور جناب شبیر بلوچ جیسے قابل اساتذہ کے زیرِ سایہ تعلیمی مدارج طے کرنے کے بعد روزنامہ جنگ لاہور میں جناب عابد مسعود تہامی اور جناب عبدالرحمٰن جامی سے خوب سیکھنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد تو پھر لکھتے رہے۔۔۔ لکھتے رہے۔۔۔ اور۔۔۔ لکھتے ہی چلے گئے۔ ''عشق کا قاف، فیضِ عشق، امرت کور، دھوپ کے پگھلنے تک، جب عشق سمندر اوڑھ لیا، سائبان کا سورج اور ذات کا قرض'' جیسے کئی بہترین ناول اور ٹیلیویژن ڈرامے لکھ کر خوب نام روشن کیا۔ ان کا آخری ناول ''قلندر ذات'' کے تین حصے شائع ہو کر قارئین سے داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔ چوتھا حصہ تحریری مراحل میں ہے۔

سخت مصروفیت کے باوجود ماہنامہ ''بزمِ ارائیاں'' کے لیے ہر ماہ باقاعدگی سے لکھنے کا وعدہ کرنا اور پھر مقررہ تاریخ پر تحریریں بھیجنا، اپنی برادری سے اُن کی بے لوث محبت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس تحریری تعاون پر ادارہ ''بزمِ ارائیاں'' اور عہدیداران انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ ان کے تہہ دل سے جناب امجد جاوید ارائیں صاحب کے شکر گزار ہیں۔

(ادارہ)

مجھے پڑھنے دیں۔۔۔

امجد جاوید ارائیں

دن کے پہلے پہر میں سورج چمک رہا تھا۔ ابھی گرمی نہیں بڑھی تھی۔ گہرے سبز گندم کے کھیتوں کے درمیان بنی پگڈنڈی پر آسیہ سرخ شلوار قمیض پہنے، سر پر سرخ آنچل لئے اپنی ماں کے پیچھے پیچھے جارہی تھی۔ اس کی عمر یہی کوئی دس یا بارہ برس کی ہوگی۔ اس کی ماں کے سر پر پیتل کا گڑوا اور اس کے اوپر رکھی چنگیر تھی۔ وہ اپنے شوہر رحیم الدین کے لئے کھانا لے جارہی تھی۔ جلد ہی وہ دونوں ماں بیٹی اس گھنے درخت کے نیچے پہنچ گئیں جہاں رحیم الدین اپنے کھیتوں میں کام کرنے کے بعد چار پائی پر بیٹھا سستا رہا تھا۔ شاید بھوک لگنے کی وجہ سے انہی کی راہ دیکھ رہا ہو۔ رحیم الدین کی نگاہ جیسے ہی آسیہ پر پڑی تو اسے یوں لگا جیسے اس کا چہرہ اُترا ہوا ہے۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگا کر بڑے ہی پیار سے بولا

''اومیری پیاری بیٹی، کیا ہوا میرے بچے کو، ماں نے مارا؟''

''میں کیوں مارنے لگی اسے۔'' اس کی بیوی نے گڑوا اور چنگیر چار پائی پر رکھتے ہوئے دھیمے سے کہا

''تو پھر کیا بات ہے، یہ منہ کیوں بسور رہی ہے، اتنی پیاری بیٹی اداس کیوں ہے؟''

رحیم الدین نے پوچھا تو اس کی بیوی اکتائے ہوئے بولی

''یہ جو ہمارے گھر اور کھیتوں کے درمیان لڑکوں کا سکول پڑتا ہے نا۔ اس کی وجہ سے۔ جس دن بھی اسے اپنے ساتھ لاتی ہوں، یہ سکول میں جانے کی ضد کرتی ہے۔ آج بھی یہی رٹ......''

''ابّا، مجھے پڑھنا ہے۔'' آسیہ نے ضد کرتے ہوئے کہا

''تمہیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے، لڑکیاں نہیں پڑھتی، وہ سکول نہیں جاتیں۔ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوتا۔'' اس کی ماں نے غصے میں تلملاتے ہوئے کہا

''کیوں، کیوں نہیں جاتیں۔'' آسیہ نے معصوم انداز میں پوچھا تو اس کے ماں باپ کو چپ لگ گئی۔ ماں چند لمحے خاموش رہی، پھر چنگیر اٹھا کر رحیم الدین کے آگے رکھتے ہوئے بولی

''رحیمے۔! تو کھانا کھا، اس کی تو یہ رَٹ لگی ہی رہنی ہے۔''

رحیم الدین نے چنگیر اپنے سامنے کی اور کھانا کھانے لگا، جبکہ آسیہ منہ پھلائے وہاں سے کچھ دور بندھی بکری کے پاس چلی گئی۔ وہ اس کے سامنے چارا کرتی تو بکری کھا لیتی۔ وہ اسی شغل میں لگ گئی

''ابا، میں کیوں نہیں پڑھ سکتی؟''

''اس لئے کہ تم لڑکی ہو؟'' اس کے باپ نے پیار سے جواب دیا

''کیوں لڑکیاں کیوں نہیں پڑھ سکتی ہیں۔ بھائی کی کتاب میں تو ان لڑکیوں کی بھی تصویریں جو سکول میں پڑھتی ہیں۔''

''تم اپنے بھائی کی کتابیں دیکھتی ہو؟'' باپ نے حیرت سے پوچھا تو آسیہ ڈر گئی۔ کہیں اسے کتابیں دیکھنے ہی سے نہ روک دیا جائے۔ اس لئے تیزی سے بولی

''ہاں، جب وہ پڑھتا ہے تو میں بھی اس کے پاس بیٹھ جاتی ہوں، دیکھ لیتی ہوں تصویریں۔''

''تم نہ دیکھا کرو بھائی کی کتابیں۔ شاید اسی لئے تمہیں پڑھنے کا شوق ہو رہا ہے۔'' باپ نے کہا تو پھر

سے ضدی لہجے میں بولی

''پر کیوں ابا، میں لڑکی ہوں تو کیا ہوا، میں کیوں نہیں پڑھ سکتی؟''

''دیکھو بیٹا، ہمارے علاقے میں لڑکیوں کو پڑھانا بری بات سمجھا جاتا ہے۔اور لڑکیوں نے پڑھ کر کرنا بھی کیا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں اس بندے کی کوئی عزت نہیں ہوتی، جس کی بیٹی پڑھتی ہو۔''

''لڑکی کے پڑھنے سے عزت کا کیا بات ہوئی؟'' چھوٹی سی آسیہ اپنے باپ کی بات نہ سمجھ سکی۔

''اسے تو سیدھی بات کیوں نہیں بتاتے ہو؟'' اس کی ماں نے کہا

''تو ہی بتا دے؟'' رحیم الدین نے غصے میں کہا

''آسیہ۔! ہم ہیں غریب لوگ، اور ہمارے اس علاقے کی روایت یہ ہے کہ ہماری لڑکیاں پڑھتی نہیں ہیں، کیونکہ حویلی والے جو چوہدری صاحب ہیں، وہ بچیوں کی تعلیم کے سخت خلاف ہیں۔''

''انہیں کیوں اعتراض ہے؟'' آسیہ نے حیرت سے پوچھا

''اب تیرے سارے سوالوں کے جواب میرے پاس نہیں، میرا سر مت کھا، آؤ چلیں گھر، تیرا چھوٹا بھائی رُو رُو کر تیری دادی کو تنگ کر رہا ہوگا۔'' ماں نے برتن اٹھاتے ہوئے کہا

آسیہ کو بہت دُکھ ہوا کہ اس کے علاقے کی لڑکیاں نہیں پڑھتیں۔ وہ بہت بددل ہوگئی۔ لیکن اس نے بھائی کی کتابیں پڑھنا نہیں چھوڑیں۔ وہ کتاب پڑھ لیتی تھی، اور لکھ بھی لیتی تھی۔ اس نے یہ سب اپنے بھائی سے سیکھا تھا۔ وہ جب بھی پڑھنے بیٹھتا، وہ بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتی۔ جو لفظ سمجھ میں نہ آتا۔ اس سے پوچھتی لیتی۔ اب کچھ عرصے سے اس کا بھائی کہانیوں کی کتاب بھی لے آتا تھا۔ اس کے پاس کئی کتابیں تھیں۔

ایک دن اس نے کہانیوں کی ایک کتاب پڑھی تو اسے بہت اچھی لگی۔ بس پھر، اس نے وہ کتابیں کئی بار پڑھ لیں۔ بس یہ خواہش اس کے دل میں رہ گئی کہ وہ بھائی کی طرح سکول نہیں جا سکے گی۔ کہانیوں میں بھی اس نے پڑھا تھا کہ لڑکیاں سکول جاتی ہیں۔ اپنے اساتذہ سے باتیں کرتی ہیں۔ ان سے بہت کچھ پوچھتی ہیں۔ اسے پتہ تھا کہ اس سارے عمل کو علم حاصل کرنا کہتے ہیں۔ اس کی ماں جب بھی اسے کتاب اٹھائے دیکھتی اسے منع کر دیتی اور وہ مرجھا کر رہ جاتی۔

ایک دن اس کی ماں اس کے باپ کو کھیتوں میں کھانا دینے گئی ہوئی تھی۔ بھائی سکول چلا گیا۔ اس کی دادی ساتھ والی پڑوسن کے پاس جا کر باتیں کرنے لگی۔ آسیہ کے تو عیش ہوگئے۔ اس نے جھٹ سے بھائی کی کہانیوں والی نئی کتاب اٹھائی اور پڑھنے لگی۔ اس کا چھوٹا بھائی عمران صحن میں کھیل رہا تھا۔ وہ کبھی بھاگ کر ادھر جاتا اور کبھی ادھر۔ آسیہ کہانیوں کی کتاب میں کھوگئی۔ اسے ہوش اس وقت آیا جب عمران کی چیخ بلند ہوئی۔ آسیہ نے جلدی سے کتاب ایک طرف رکھی اور اسے کو پکڑنے کے لئے لپکی۔ وہ بھاگتے ہوئے گر گیا تھا۔ اس نے جیسے ہی عمران کو اٹھایا، تو اسکی چیخیں آسمان کو چھونے لگیں۔ اس کے ماتھے پر زخم آ گیا تھا جس سے خون تیزی کے ساتھ بہنے لگا۔ آسیہ کو فوراً سمجھ آ گئی کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ کیونکہ جیسے عمران کے زخم سے تیزی کے ساتھ خون بہہ رہا تھا، ویسا ہی اس نے ایک کہانی میں پڑھا تھا۔ پھر اسے سب یاد آ گیا کہ اگر ایسا ہو جائے تو کیا کرتے ہیں۔ وہ بھاگ کر اندر گئی۔ اسے جو بھی چیزیں چاہئیں تھیں وہ جلدی سے اٹھائیں اور عمران کے پاس آ گئی۔ اس نے ایک تکیے کو پھاڑ کر اس میں سے روئی نکالی، کپڑے کی پٹی بنا کر عمران کے زخم پر رکھ دی۔ اس نے یہی پڑھا تھا کہ فوری خون بند کرنا ہے۔ عمران کے رونے اور چیخنے کی آواز سن کر کچھ دیر اس کی دادی کے ساتھ پڑوسن بھی آ گئی۔ پھر تو کچھ دیر میں کئی عورتیں وہاں آ گئیں۔ تبھی اس کی دادی رونے لگی کہ اب کیا ہوگا؟

''دادی آپ روئیں مت، مجھے پتہ ہے کیا کرنا ہے۔'' آسیہ نے کہا اور وہیں کھڑے گاؤں کے ایک نوجوان بولی ''بھائی اسے اٹھاؤ، ہم اسے قریبی ہسپتال لے جاتے ہیں۔''

''تم یہیں رکو، ہم لے جاتے ہیں۔'' اسی نوجوان نے کہا اور عمران کو اٹھا کر چل دیا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی چلے گئے۔ جب تک اس کے والدین کو پتہ چلا، وہ قریبی ہسپتال سے پٹی کروا کر واپس آ گئے تھے۔ رات کو جب سارے گھر والے عمران کی چارپائی کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ تب رحیم الدین نے آسیہ کی طرف دیکھ کر کہا

''ڈاکٹر کہہ رہا تھا، اگر اس کی فوری پٹی نہ ہوگئی ہوتی تو خون بہت زیادہ بہہ جانا تھا۔ زخم اتنا بڑا تھا کہ تین ٹانکے لگے ہیں۔''

''ہائے میرا بچہ۔'' ماں نے دکھ سے کہتے ہوئے عمران کا ماتھا چوم لیا۔ تبھی باپ نے حیرت سے آسیہ کی دیکھتے ہوئے پوچھا

''بیٹی، تجھے کیسے پتہ چلا کہ اس طرح زخم سے خون بہنا روکتے ہیں؟ کیسے جانتی ہے تو؟''

اس پر آسیہ چند لمحے خاموش رہی تو بڑا بھائی بولا

''ابا یہ میری کتابیں پڑھتی ہے، ضرور اس نے وہیں سے پڑھا ہوگا؟'' ''کیا یہ کتابیں پڑھ لیتی ہے؟'' ابا نے آنکھیں پھیلاتے حیرت سے پوچھا تو بے چاری آسیہ ڈر گئی کہ اب اسکی شامت آ گئی۔

انتخاب از

حکایاتِ سعدی

صدقہ نفع سے خالی نہیں

دانہ زمین میں اس لیے بویا جاتا ہے کہ ضرورت اور بیچارگی کے دن کئی گنا زیادہ ہو کر واپس آئے۔ اسی طرح صدق مصیبت کو ٹال سکتا ہے۔ یہ بات حدیث شریف میں بھی آئی ہے۔

جس طرح ایک چھوٹی سی لاٹھی کے ذریعے عوج بن عنق جیسا قوی ہیکل انسان ہلاک ہوسکتا ہے تو معمولی صدقہ بھی نفع سے خالی نہیں ہوتا۔

سخی کی حیثیت

سخی آدمی پھل دار درخت کی مانند ہوتا ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، اس کے پھل کھاتے ہیں اور اس کی چھاؤں میں آرام کرتے ہیں۔ لیکن بخیل کی مثال خودرو گھاس کی طرح ہوتی ہے یا سوکھی ہوئی جھاڑی، جو سوائے جلانے اور کسی کام نہیں آتی۔

سوکھی جھاڑی کو لوگ کاٹ لیا کرتے ہیں مگر پھل دار درخت کی ہر شخص حفاظت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سخی کے سب طرف دار ہوتے ہیں اور بخیل سے سب بیزار ہوتے ہیں۔

باطن کا معاملہ

ایک نوجوان بڑا عقلمند اور بہترین مقرر تھا۔ بڑا نیک نام اور حق گو تھا۔ اس کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا اور وہ بڑا فصیح و بلیغ نیز علم نحو کا ماہر تھا۔ لیکن اس میں یہ عیب تھا کہ حروف ابجد کی صحیح ادائیگی نہ کر سکتا تھا۔

ایک دن وہ میری بات سن کر غضبناک ہو گیا۔ بولا! ''کیا بکواس کرتے ہو؟ بس خاموش ہو جاؤ۔ تجھے اکلوتا عیب تو نظر آ گیا مگر بے شمار خوبیاں نظر نہ آئیں۔''

یہ بات یقینی ہے کہ دنیا میں جس کی نظر خوبیوں پر رہتی ہو وہ آخرت میں بڑا فائدہ اٹھائے گا۔

عالم فاضل سے اگر کوئی لغزش ہو جائے، وہ ایک آدھ غلطی کر بیٹھے تو اس بنا پر اس غریب کو مطعون نہ کرنا چاہئے۔

حُسنِ انتخاب

ماسٹر محمد ریاض ارائیں، مورو ضلع نوشہرو فیروز

بزرگوں کا قول ہے کہ جو صاف ہو وہ لے لو اور جو گدلا ہو اسے چھوڑ دو۔ یعنی خوبیوں کی تعریف کرو اور خامیاں کو نظر انداز کر دو۔ ہر اچھے پھول کے ساتھ کانٹا ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے کانٹے کو نظر انداز کر کے پھول سے فائدہ اٹھاؤ۔ بدطینت آدمی کو مور کی خوبصورتی نظر نہیں آتی مگر اس کے پیروں کی بدصورتی پر ضرور نظر رکھتا ہے۔

دل کے آئینے کو صاف رکھو، ورنہ اندھے اور زنگ آلود آئینے میں روشن چیزیں بھی نظر نہیں آتیں۔ اس جستجو میں نہ رہو کہ کسی کا کوئی عیب نظر آئے تو اسے اچھالیں۔ اس کی بجائے وہ راستہ تلاش کرو جس سے تمہیں دستگاری ملے۔ لوگوں کی تعریف و توصیف میں راہ نجات ہے۔ جو دوسروں میں عیب نکالتا ہے اسے اپنے عیب نظر نہیں آتے اور وہ خود کو معصوم فرشتہ سمجھنے لگتا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ گناہ تو مجھ سے بھی ہوتے ہیں تو پھر اسے دوسروں میں عیب جوئی کرنا نہیں آ سکتا۔

لوگوں کی عادت ہے کہ وہ اپنی غلطی کے بارے میں کوئی تو جیہہ ضرور نکالتے ہیں مگر دوسرے کے معاملے میں بڑی سختی سے پیش آتے ہیں جو بہت بُری بات ہے۔ جو برائی پسند تمھیں آتی اس کے قریب بھی نہ جاؤ اور ہمسایہ کو اس سے بچانے کی کوشش کرو۔

اگر کسی کا ظاہر اچھا ہو تو اسے اچھا ہی سمجھو۔ اس کے باطن کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اس سلسلے میں کسی بحث میں الجھنا فضول ہے۔

ذلت کا سامنا

جاہل بیوی، عورت نہیں بلائے جان ہوتی ہے۔ جو شخص معمولی جَو میں امانت ملحوظ نہیں رکھ سکتا وہ گندم کے ذخیرے میں ضرور خیانت کرے گا۔ جس کی بیوی کا دل اور ہاتھ شوہر کے موافق ہو، اس پر اللہ کی مہربانی ہے۔ جس کی بیوی غیروں کے ساتھ ہنستی ہو، اس کا شوہر اپنی مردمی کی ڈینگیں نہیں مار سکتا۔

جو عورت گلچھرے اڑانے لگے اور مرد اسے روکنے کے قابل نہ ہو تو گویا اس نے مرد کا منہ بند کر کے بولنے سے قاصر کر دیا۔

غیر مردوں کے لیے عورت کو ایسے ہونا چاہئے جیسے اندھی ہو۔ جو عورت گھر کی چار دیواری سے نکلتی ہو اس کا مر جانا بہتر ہے۔ جب عورت کے پاؤں صحیح مقام سے پھسل جائیں تو پھر اس سے تحمل اور برداشت کا معاملہ بے غیرتی ہے۔ اس عورت کو گھر میں رکھنے سے بہتر ہے کہ آدمی مگر مچھ کا لقمہ بن جائے تا کہ ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

عورت کو غیر مردوں کی نگاہ سے بچانے کے لیے پردہ کرانا چاہئے۔ اگر نہ کرا سکے تو وہ مرد نہیں نامرد ہے۔

(بقیہ: مودی اور مزید حماقتیں)

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بھارت میں اس وقت تقریباً 60 کروڑ شہرہ ٹائلٹ کی سہولت سے محروم ہیں۔ مودی صاحب کو چاہئے کہ امارات سے آنے والی سرمایہ کاری کا بڑا حصہ عوامی بیت الخلاء بنوانے پر خرچ کریں تا کہ بیچارے 60 کروڑ غریب شہریوں کی حاجت رفع ہو سکے۔جنگی تیاریاں تو بعد میں ہوتی رہیں گی۔

مودی صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ 29 کروڑ بھارتی زیورِ تعلیم سے محروم ہیں اور یہ تعداد دنیا میں پائی جانے والی ناخواندگی میں سب سے بڑی ہے۔عرب شہزادوں سے ملنے والی سرمایہ کاری کا تھوڑا سا حصہ تعلیم اور صحت پر بھی ضرور خرچ کیجئے۔

مزید یہ کہ پچھلے پندرہ برس میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بدمعاشی سے تنگ جن اڑھائی کروڑ کسانوں نے خودکشی کی ہے، تھوڑی بہت داد رسی ان کے بدنصیب خاندانوں کی بھی کر لیں۔آپ کو دعائیں دیں گے۔ کیونکہ آپ کو پھکی اور چورن وغیرہ کے بعد سب سے زیادہ ضرورت دعاؤں کی ہے۔

مودی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ Google نے جولائی 2015ء میں ایک سروے کروایا تھا، جس کی رُو سے موصوف دُنیا کا بیوقوف ترین وزیرِ اعظم قرار دیا گیا۔

مشہور امریکی روزنامے ''نیویارک ٹائمز'' کی ایک حالیہ بات ہی Google سروے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ!

''اگر ایک اور پاک بھارت جنگ چھڑ گئی تو بھارت کا نقصان کئی گناہ زیادہ ہوگا۔''

☆☆☆

نواب آف بہاولپور

مرسلہ: میاں آفتاب عالم ارائیں، گلشن حدید، کراچی

ایک دفعہ نواب آف بہاولپور، لندن میں عام شہریوں کی طرح مارکیٹ گئے اور رولز رائس کے شوروم پر کھڑی رولز رائس گاڑی پسند آ گئی۔اندر گئے اور سیلز مین کی قیمت معلوم کی تو اس نے انہیں ایک عام ایشیائی شہری سمجھ کر ان کی خاصی بے عزتی کی۔

نواب صاحب واپس ہوٹل آئے اور اگلے دن پورے شاہی ٹھاٹھ کے ساتھ ملازمین کی ایک پوری فوج لے کر اس شوروم پر گئے اور وہاں کھڑی چھ کی چھ رولز رائس گاڑیاں خرید لیں اور اپنے ملازمین کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ ان گاڑیوں کو فوراً بہاولپور پہنچا کر میونسپلٹی کے حوالے کروا دو ان سے شہر کا کچرا اٹھانے کا کام لیا جائے۔۔۔اور۔۔۔ایسا ہی کیا گیا۔یہاں تک کہ پوری دنیا میں یہ بات پھیل گئی اور رولز رائس کی مارکیٹ ڈاؤن ہونے لگی۔رولز رائس کا نام سن کر لوگ ہنستے ہوئے کہتے کہ!''وہی گاڑی جو بہاولپور میں کچرا اٹھانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔''

کچھ عرصے بعد رولز رائس کمپنی کے مالک نے خود بہاولپور آ کر نواب صاحب سے معذرت کی اور انہیں چھ گاڑیاں بھی بطور تحفہ دیں (نواب صاحب نے ان نئی چھ گاڑیوں میں سے ایک گاڑی قائدِ اعظم کو تحفہ دی تھی۔) اور درخواست کی کہ ان گاڑیوں کو گندے کام سے ہٹایا جائے۔

(بقیہ: مجھے پڑھنے دیں)

تب اس کی ماں نے دبے دبے لہجے میں کہا

''کیا ہو گیا جو بے چاری گھر میں کوئی کتاب پڑھ لیتی ہے، کون سا سکول جاتی ہے۔کیسی کو پتہ تو نہیں چلے گا نا؟''

''اگر بڑے چوہدری صاحب کو پتہ چل گیا تو؟''

دادی خوف سے بولی

''یہی ہو گا نا کہ وہ ہمیں یہاں سے نکال دے گا، تو نکال دے، کیا فرق پڑتا ہے۔'' رحیم الدین نے کہا

''ویسے کتنا ظلم ہے، بڑے چوہدری کی بیٹی تو شہر کے میں ڈاکٹری پڑھ رہی ہے، اور ہم پر ظلم یہ ہے کہ ہم اپنی بچیوں کو نہ پڑھائیں۔'' ماں روہانسا ہوتے ہوئے بولی تو دادی نے تیزی سے کہا

''وہ بڑے لوگ ہیں، وہ پڑھ سکتے ہیں۔''

''کیوں دادی جی، وہی کیوں پڑھ سکتے ہیں، کیا میں انسان نہیں، وہ بھی لڑکی ہے اور میں بھی؟'' آسیہ نے تیزی سے پوچھا

''چپ کر جا، کہیں کوئی سن نہ لے، میں بھی کہوں یہ اتنی باتیں کیوں کرتی ہے، اتنے سوال کیوں کرتی ہے۔یہ بدتمیزی کرنا اس نے انہی کتابوں سے سیکھا ہے، تو لڑکی ہے اور......'' دادی غصے میں مزید کہتی کہ آسیہ نے کہا

''پیاری دادی اماں، بھائی کی کتابیں بدتمیزی نہیں سکھاتی بلکہ علم دیتی ہیں، وہ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی، اب دیکھو، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، لڑکے تو علم حاصل کریں، لڑکیاں کیوں نہیں، جو میرے حصے کا ہے، وہ میرا علم کہاں ہے؟''

''بس میں نے فیصلہ کر لیا۔'' اچانک رحیم الدین نے بولا، سب خاموش ہو گئے۔تب وہ بولا ''چاہے کچھ ہو جائے، میں آسیہ کو اس کے حصے کا علم ضرور دوں گا۔کیا یہ ڈاکٹر نہیں بن سکتی؟ مجھے یہ جاگیر دار بھلے یہاں سے نکال دیں، میں شہر شہر چلا جاؤں گا اور اپنے بچوں کو پڑھاؤں گا۔چاہے بیٹا ہو یا بیٹی۔''

''سچ ابا جی۔'' یہ کہتے ہوئے آسیہ بھاگ کر اپنے ابا کے گلے لگ گئی۔اس فیصلے سے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا۔رحیم الدین نے بھی اسی دن سوچا تھا کہ بیٹیاں بھی انسان ہیں۔ان کے حصے کا علم انہیں دینا فرض ہے۔

☆......☆......☆

ضروری اطلاع

کسی بھی خوشی وغمی کی اطلاع پاکستان بھر کی ارائیں برادری تک پہنچانے کے لیے براہِ مہربانی آپ موبائل نمبر 0300-8015588 پر کال کر کے آپ لکھوا سکتے ہیں۔ ہم اسے ''بزمِ ارائیاں'' میں شائع کردیں گے۔

انجمن ارائیاں حلقہ شیر شاہ، کراچی کے سابق صدر
جناب محمد حنیف ارائیں
کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔
رابطہ نمبر برائے تعزیت:
محمد حنیف ارائیں 0321-9212047

انجمن ارائیاں حلقہ بلال کالونی، کراچی کے
سابق جنرل سیکریٹری، محمد اسلم ارائیں
کا انتقال ہوگیا ہے۔
رابطہ نمبر برائے تعزیت: (مرحوم کا بھائی)
محمد اکبر ارائیں 0305-3690023

ارائیں برادری کے اکابرین واسلاف نے ہمیشہ ہر شعبہء زندگی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ جناب محمد شریف ارائیں جو کہ نسیم حجازی کے نام سے جانے جاتے ہیں، نے مجاہدین اسلام کے نامور سپہ سالاروں کی دشمنان اسلام کے خلاف جنگ وجدل کو تحریر کے ذریعے ناول کی شکل میں ڈھالا ہے۔ قاری جب نسیم حجازی کے کسی بھی ناول کو لے کر بیٹھتا ہے تو وہ ایسا محسوس کرتا ہے کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے اور جسمانی طور پر مہمات کا حصہ ہے۔ وہ وہ پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ جب تک ناول ختم نہیں ہو جاتا وہ اسی میں کھویا رہتا ہے۔ تحریر بڑی نفیس، اردو بڑی سلیس اور بڑے ہی خوبصورت انداز میں واقعات کو تحریر کر کے مجاہدین کے کردار کو ایسے پیش کیا جاتا ہے کہ قاری کے ذہن میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ نسیم حجازی ارائیں برادری کا سپوت ہے۔ نسیم حجازی نے بیشمار تاریخی ناول لکھے ہیں۔ ہم ان کے ناولوں میں سے ''داستانِ مجاہد'' نئی نسل کے لئے ''بزمِ ارائیاں'' کا حصہ بنا رہے ہیں تاکہ وہ اس سے مستفید ہوسکیں۔ (ادارہ)

داستانِ مجاہد

قسط نمبر: 14
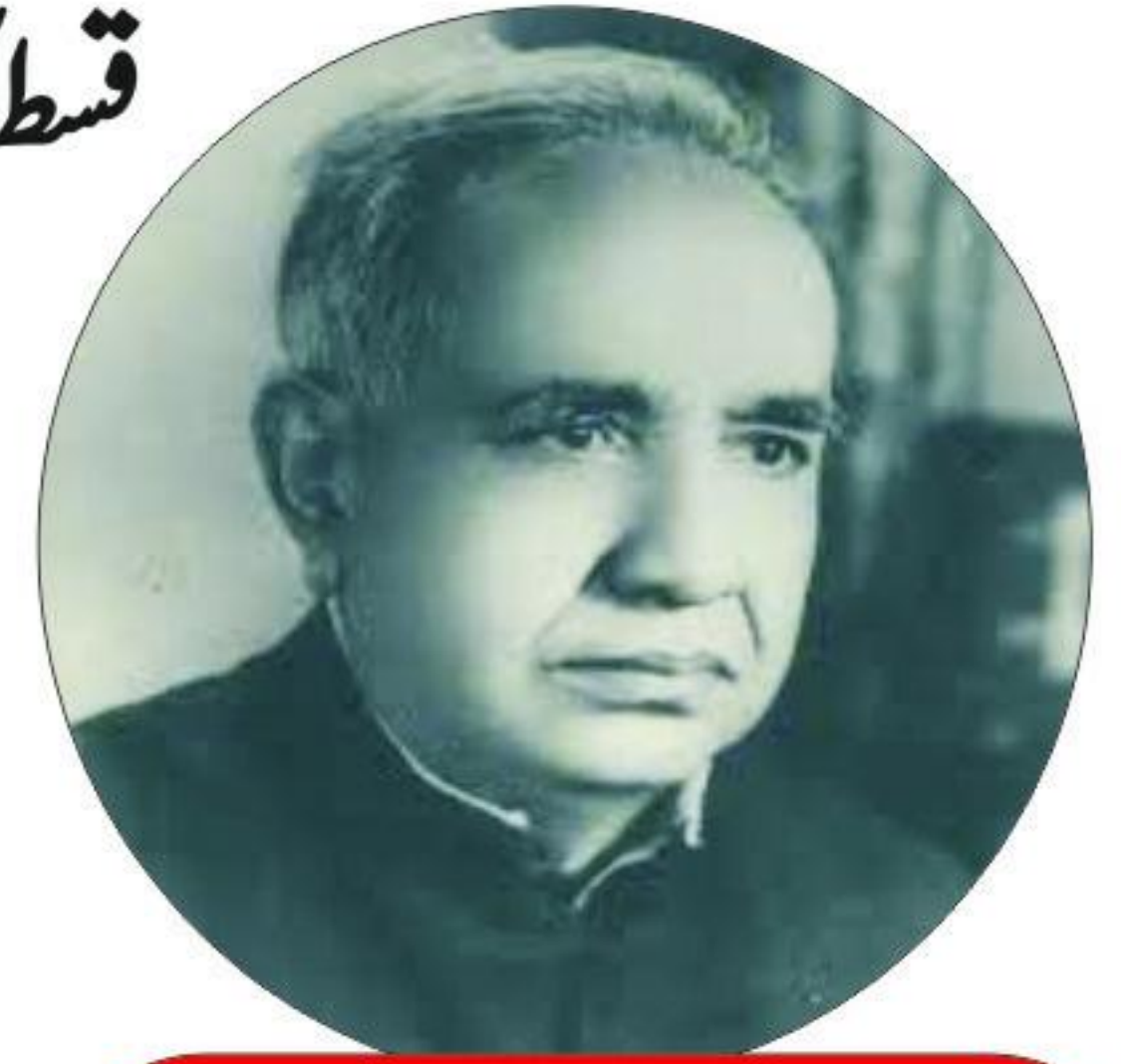
نسیم حجازی ارائیں

''بے حد خوش ہوں کیونکہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ عذرا آپ کو اور آپ عذرا کو خوش رکھ سکیں گے اور آپ دونوں کی خوشی سے زیادہ مجھے کسی چیز کی تمنا نہیں۔ آپ مجھ پر اور عذرا پر ایک احسان کریں اور وہ یہ ہے کہ آپ عذرا کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آنے دیں کہ میں زندہ ہوں۔ آپ اسے یہ نہ بتائیں کہ میں آپ کو ملا تھا۔''

''نعیم تم مجھ سے کیا چھپانا چاہتے ہو؟ یہ کوئی ایسا معمہ نہیں جسے میں نہ سمجھ سکوں۔ تمہاری آنکھیں تمہاری شکل و صورت اور تمہارا لب ولہجہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ تم ایک زبردست بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہو۔ عذرا نے میرا دل رکھنے کے لیے یہ قربانی دی ہے اور وہ بھی اس خیال سے کہ شاید۔۔۔!''

''کہ شاید میں مر چکا ہوں۔''، نعیم نے کہا۔

''اُف نعیم مجھے شرمسار نہ کرو۔ میں نے تمہیں بہت تلاش کیا لیکن۔۔۔!''

''خدا کو یہی منظور تھا۔''، نعیم نے عبداللہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''نعیم! نعیم تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں۔۔۔''، عبداللہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ بھائی کے سامنے ایک بے گناہ مجرم کی طرح کھڑا تھا۔ نعیم نے کہا! ''بھائی! تم ایک معمولی بات کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہو؟''

عبداللہ نے جواب دیا! ''کاش یہ ایک معمولی بات ہوتی۔ نعیم یہ والدہ کی وصیت تھی کہ عذرا کو اکیلی نہ چھوڑنا۔ لیکن وہ تمہیں بھولی نہیں۔ وہ تمہاری ہے۔ میں تمہاری اور عذرا کی خوشی خوشی کے لیے اسے طلاق دے دوں گا۔ تم دونوں کے اجڑے ہوئے گھر کو بسا کر جو اطمینان مجھے حاصل ہوگا، وہ میں ہی جانتا ہوں۔''

''بھائی خدا کے لیے ایسا نہ کہو۔ ایسا کرنے سے ہم تینوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ میں خود اپنی نظروں میں پست ہو جاؤں گا۔ ہمیں اب تقدیر پر شاکر رہنا چاہیے۔''

''لیکن میرا ضمیر مجھے کیا کہے گا؟''

نعیم نے اپنے چہرے پر ایک تسلی آمیز مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا!

''آپ کی شادی میں میری مرضی بھی شامل تھی۔''

''تمہاری مرضی! وہ کیسے؟''

''گزشتہ رات میں وہیں تھا۔''

''کس وقت؟''

''آپ کے نکاح سے کچھ دیر پہلے میں نے مکان سے باہر ٹھہر کر تمام حالات معلوم کر لیے تھے۔''

''تم گھر کیوں نہ آئے؟''

نعیم خاموش رہا۔

''اس لیے کہ تم خود غرض بھائی کا منہ نہیں دیکھنا چاہتے تھے؟''

''نہیں۔ واللہ! اس لیے نہیں۔ بلکہ میں اپنے بے غرض بھائی کے سامنے اپنی غرضی کا اظہار کرنا کم ظرفی سمجھتا تھا۔ آپ کا سکھایا ہوا ایک سبق میرے دل پر نقش تھا۔''

''میرا سبق؟''

''ہاں! مجھے آپ یہ سبق دے چکے تھے کہ وہ اُنس جو ایثار کے جذبے سے خالی ہو، محبت کہلانے کا مستحق نہیں۔''

میں حیران ہوا کہ کہ تمھاری طبیعت میں یہ انقلاب کیونکر آ گیا۔ سچ بتاؤ کہ تمھارے دل سے عذرا کی جگہ کسی اور کے تصور نے تو نہیں چھین لی۔ اگرچہ مجھے یہ شبہ نہیں لیکن عذرا شروع شروع میں والدہ سے ایسے شکوک ظاہر کیا کرتی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جہاد کے لیے ایک غیر معمولی جذبہ سندھ کی طرف لے اڑا تھا لیکن پھر بھی کبھی کبھی یہ شک ہوتا تھا کہ تم جان بوجھ کر شاید شادی سے

یارب....!

میں جب بچہ تھا
تو اکثر۔۔۔۔!
کھلونے ٹوٹ جاتے تھے
ماں آکر، کھلونے جوڑ دیتی تھی۔
سنا ہے کہ ماں سے بھی بڑھ کر
تجھے اُلفت ہے اپنے بندوں سے
تُو آکر جوڑ دے یارب
میں خود کو توڑ بیٹھا ہوں۔

مرسلہ: عابد حسین ارائیں، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی۔

پہلو تہی کرنا چاہتے تھے۔ اگر تمھارے گھر نہ آنے کی وجہ یہ تھی تو تم نے اچھا نہیں کیا۔''

نعیم خاموش رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا جواب دے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بچپن کا وہ واقعہ پھر رہا تھا جب وہ عذرا کو پانی میں لے کودا تھا۔ اور عبداللہ نے اس کی خاطر نا کردہ خطا کا بوجھ اپنے سر لے کر اسے سزا سے بچا لیا تھا۔ وہ بھی ایک نا کیے ہوئے جرم کا اقرار کر کے بھائی کو ایک گونہ اطمینان دلا سکتا تھا۔

نعیم کی خاموشی سے عبداللہ کے شکوک اور پختہ ہو گئے۔ اس نے نعیم کا بازو پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا!

''بتاؤ نعیم۔''

نعیم نے چونک کر عبداللہ کے چہرے پر نظر ڈالی۔ مسکرایا اور کہا!

''ہاں بھائی۔ میں اپنے دل میں کسی اور کو جگہ دے چکا ہوں۔''

عبداللہ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا!

''اب مجھے بتاؤ تم اس سے شادی کر چکے ہو یا نہیں؟''

''نہیں۔''

''اس معاملے میں کوئی مشکل حائل ہے۔؟''

''نہیں۔''

''شادی کب کرو گے؟''

''عنقریب۔''

''گھر کب جاؤ گے؟''

''ابن صادق کی گرفتاری کے بعد۔''

''اچھا میں زیادہ نہیں پوچھتا۔ مجھے اگر بہت جلد اندلس پہنچ جانے کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہاری شادی دیکھ کر جاتا۔ واپس آنے تک یہ توقع رکھوں کہ تم ابن صادق کو گرفتار کرنے کے بعد گھر پہنچ جاؤ گے؟''

''انشاءاللہ۔''

دونوں بھائی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ نعیم بظاہر عبداللہ کی تشفی کر چکا تھا لیکن اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ وہ عبداللہ کے مزید سوالات سے گھبراتا تھا۔ وہ تمام راستہ بھائی سے اندلس کے حالات کے متعلق سوالات کرتا رہا۔ کوئی دو کوس فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک چوراہے سے ان دونوں کے راستے جدا ہوتے تھے۔ اس چوراہے کے قریب پہنچ کر نعیم نے مصافحہ کرنے کی نیت سے اپنا ہاتھ عبداللہ کی طرف بڑھایا اور اجازت طلب کی۔

عبداللہ نے نعیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا!

''نعیم تم نے جو کچھ مجھ سے کہا ہے، سچ ہے یا میرا دل رکھنے کی باتیں تھیں؟''

''آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں؟''

''مجھے تم پر اعتبار ہے۔''

''اچھا خدا حافظ۔'' عبداللہ نے نعیم کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ نعیم نے ایک لمحہ تامل کے بغیر گھوڑے کی باگ موڑی اور سرپٹ دوڑایا۔ جب تک اس کے گھوڑے کی آخری جھلک نظر آتی رہی، عبداللہ وہیں کھڑا اس کی باتوں پر غور کرتا رہا اور جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو اس نے ہاتھ پھیلا کر دعا کی!

''اے جزا و سزا کے مالک! اگر تجھے یہی منظور تھا کہ عذرا میری رفیقِ حیات بنے تو مجھے تیری تقدیر سے شکایت نہیں۔ اے مولا! جو کچھ نعیم نے کہا ہے وہ سچ ہو۔ اگر اس کی باتیں سچی نہ بھی تھیں تو بھی انہیں سچا کر دکھا۔ اسے چاہنے والی ایسی ہو کہ وہ عذرا کو بھول جائے۔ اے رحیم! اس کے دل کی اُجڑی ہوئی بستی کو ایک بار پھر آباد کر دے۔ اگر میری کوئی نیکی تیری رحمت کی حقدار ہے تو اس کے عوض نعیم کو دنیا اور آخرت میں مالا مال کر دے۔''

نعیم کے بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی ابن صادق کو گرفتار کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا تھا۔ نعیم نے والیء بصرہ سے ملاقات کی۔ اپنی سرگزشت سنائی اور واپس سندھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ والیء بصرہ نے نعیم کے زندہ واپس آجانے پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا کہ! سندھ کی فتح کے لیے اب صرف محمد بن قاسمؒ کافی ہے۔ وہ ایک طوفان کی طرح راجوں اور مہاراجوں کی ٹڈی دل افواج کو روندتا ہوا سندھ کے طول و عرض میں اسلامی جھنڈے نصب کر رہا ہے۔ اب ترکستان کے وسیع مُلک کی پوری تسخیر کے لیے جانباز سپاہیوں کی ضرورت ہے۔ قتیبہ نے بخارا پر حملہ کیا ہے۔ لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ کوفہ اور بصرہ سے مزید افواج جا رہی ہیں۔ پرسوں اس جگہ سے پانچ سو سپاہی روانہ ہوئے ہیں۔ اگر آپ کوشش کریں تو انہیں راستے میں مل سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سندھ میں محمد بن قاسم آپ کا دوست ہے لیکن قتیبہ بن مسلم جیسا جرنیل بھی مردم شناسی کے جوہر سے خالی نہیں۔ وہ آپ کی بہت قدر کرے گا۔ میں اس کے نام خط لکھ دیتا ہوں۔

نعیم نے بے پروائی سے جواب دیا!

”میں جہاد پر اس لیے نہیں جا رہا کہ کوئی میری قدر کرے میرا مقصد خدا کا حکم بجا لانا ہے۔ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ آپ ابن صادق کا خیال رکھیں۔ اس کا وجود اس دنیا کے لیے بہت خطرناک ہے۔“

”مجھے معلوم ہے ۔ میں اس کا خاتمہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ دربارِ خلافت سے اس کی گرفتاری کا احکام جاری ہو چکے ہیں۔لیکن ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔اس کی طرف سے آپ بھی ہوشیار رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ترکستان کی طرف بھاگ گیا ہو۔“

نعیم بصرہ سے رخصت ہوا۔ وہ زندگی کے غیر معمولی حادثات سے دوچار ہو چکا تھا لیکن مجاہد کے گھوڑے کی رفتار وہی تھی اور شوقِ شہادت بھی وہی تھا۔

☆☆☆

محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ آور ہونے سے کچھ عرصہ پہلے قتیبہ بن مسلم باہلی نے دریائے جیجوں کو عبور کر کے ترکستان کی بعض ریاستوں پر حملہ کیا اور چند فتوحات کے بعد کچھ فوج اور ساز وسامان کی قلت اور کچھ جاڑے کی شدت کی وجہ سے مرو میں واپس آ کر قیام کیا۔گرمیوں کا موسم آنے پر اس نے پھر اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ دریائے جیجوں کو عبور کیا اور چند علاقے فتح کر لیے۔

قتیبہ بن مسلم ہر سال گرمیوں کے موسم میں ترکستان کا کچھ حصہ فتح کر لیتا اور سردیوں میں واپس مرو آجاتا۔ 87ھ میں اسنے ترکستان کے ایک مشہور شہر بیکند پر حملہ کیا۔ اہلِ ترکستان ہزاروں کی تعداد میں شہر کی حفاظت کے لیے آجمع ہوئے۔قتیبہ نے فوج اور سامان کی قلت کے باوجود اطمینان اور استقلال سے شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ دو ماہ کے بعد شہر والوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

بیکند کی فتح کے بعد قتیبہ نے باقاعدہ طور پر ترکستان کی تسخیر شروع کر دی۔88ھ میں سُند کے لشکرِ جرار کے ساتھ ایک خونریز جنگ ہوئی۔ اس لڑائی میں فتح حاصل کرنے کے بعد قتیبہ ترکستان کی چند اور ریاستوں کو فتح کرتا ہوا بخارا کی چار دیواری تک جا پہنچا۔سردیوں کے موسم میں بے سروساماں فوج زیادہ دیر تک محاصرہ جاری نہ رکھ سکی۔قتیبہ ناکام لوٹنے پر مجبور ہوا مگر ہمت نہ ہاری اور چند مہینوں کے بعد پھر بخارا کا محاصرہ کر لیا۔اس محاصرے کے دوران میں نعیم بصرہ کے پانچ سو سواروں کے ہمراہ قتیبہ کی فوج میں شامل ہو چکا تھا اور چند دنوں میں بہادر اور جہاندیدہ جرنیل کا بے تکلف دوست بن چکا تھا۔

بخارا کے محاصرے کے دوران میں قتیبہ کو سخت مشکلات پیش آئیں۔سب سے بڑی تکلیف یہ تھی کہ وہ مرکز سے بہت دور تھا۔ضرورت کے وقت رسد اور فوجی امداد کا بر وقت پہنچنا آسان نہ تھا۔شاہِ بخارا کی حمایت کے لیے ترکوں اور سغدیوں کی بیشمار فوجیں اکٹھی ہو گئیں۔مسلمان شہر کے فصیل پر منجنیق کے ذریعے سے پتھر پھینک رہے تھے اور آخری حملہ کرنے کو تیار تھے کہ عقب سے ترکوں کا ایک لشکر جرار آتا دکھائی دیا۔مسلمان شہر کا خیال چھوڑ کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی پاؤں جمانے نہیں پائے تھے کہ شہریوں نے شہر پناہ سے باہر نکل کر حملہ کر دیا۔مسلمان دونوں فوجوں کے نرغے میں آ گئی۔ایک طرف سے بیرونی حملہ آور سر پر پہنچ چکے تھے اور دوسری طرف شہر کی فوجیں تیر برسا رہی تھیں۔ مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ جب ان کے پاؤں اکھڑنے لگے تو عرب عورتوں نے انہیں بھاگنے سے روکا۔غیرت دلائی اور مسلمان پھر جان توڑ کر لڑنے لگے لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔ترک دونوں طرف قلبِ لشکر تک چڑھ اائے اور قریب تھا کہ حرم تک بھی پہنچ جائیں۔مگر شجاعانِ عرب آج بھی اپنے آباواجداد کی روایت زندہ کر رہے تھے۔ان کا اُٹھ اُٹھ کر گرنا اور گر گر کر اُٹھنا قادسیہ اور یرموک کی یاد تازہ کر رہا تھا۔اس طوفان پر غالب آنے کے لیے قتیبہ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ فوج کا کچھ حصہ میدان سے کھِسک جائے۔۔۔اور۔۔۔دوسری طرف سے شہر پناہ عبور کر کے شہر کے اندر داخل ہو جائے۔لیکن راستے میں ایک گہری ندی حائل تھی جو شہرِ پناہ کی حفاظت کے لیے خندق کا کام دیتی تھی۔قتیبہ ابھی تک اس تجویز پر غور کر رہا تھا کہ نعیم گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کے قریب آیا۔اس نے بھی یہی مشورہ دیا۔

رشتے اور موسم

رشتے اور موسم
دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں
کبھی حد سے زیادہ اچھے اور
کبھی برداشت سے باہر
فرق بس اتنا ہے کہ
موسم جسم کو تکلیف دیتا ہے
اور
رشتے روح کو

مرسلہ:
ناصر حنیف ارائیں، قذافی ٹاؤن، کراچی

قتیبہ نے کہا!

''میں پہلے ہی اس تجویز پر غور کر رہا ہوں۔ لیکن کون ہے جو اس قربانی کے لیے تیار ہے؟''

''میں جاتا ہوں۔''، نعیم نے جواب دیا۔

''مجھے چند سپاہی دیجیے۔''

قتیبہ نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا!

''وہ کون جانباز ہے جو اس نوجوان کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے؟''

اس سوال پر دقیع اور حریم دو تمیمی سرداروں نے ہاتھ بلند کیے۔ ان کے ساتھ ان کی جماعت کے آٹھ سو سرفروش شامل ہو گئے۔ نعیم ان جان فروشوں کے گروہ کے ساتھ غنیم کے شہر کی شمال مغربی جانب جا پہنچا۔ اس کے دائیں بائیں تمیمی سوار تھے۔ شہر کی فصیل اور ان کے درمیان خندق نما ندی حائل تھی۔ نعیم اور اس کے ساتھی تمیمی سردار ایک لمحہ کے لیے ندی کے کنارے کھڑے رہے۔ اس کی چوڑائی اور گہرائی کا جائزہ لیا۔ گھوڑوں سے اترے اور اللہ اکبر کہہ کر پانی میں کود پڑے۔ فصیل کے اندر ایک بہت بڑا درخت تھا جس کا ایک تنا فصیل کے اوپر سے ہوتا ہوا خندق کی طرف جھکا ہوا تھا۔ نعیم نے دوسرے کنارے پر پہنچ کر اس تنے پر کمند ڈالی اور درخت پر چڑھ کر فصیل کے اوپر جا پہنچا اور وہاں سے رسی کی سیڑھی پھینک دی۔ دقیع اور حریم اس سیڑھی کے سہارے فصیل پر پہنچے اور چند اور سیڑھیاں پھینک دیں۔ اس طرح ندی کے دوسرے کنارے سے مجاہدین باری باری خندق عبور کر کے فصیل پر چڑھ گئے۔ قریباً سو آدمی فصیل پر چڑھے تھے کہ نعیم کو خلافِ توقع شہر کے اندر پانچ سو سپاہیوں کا دستہ گشت لگاتا ہوا دکھائی دیا۔

نعیم نے پچاس سپاہیوں کو وہیں رہنے دیا اور پچاس کو اپنے ساتھ لے کر شہر کی طرف اترا اور ایک وسیع بازار میں پہنچ کر ان کے مقابلے کے لیے کھڑا ہو گیا اور ایک ساعت تک انہیں روکے رکھا۔ اتنے میں مسلمانوں کی بیشتر فوج فصیل عبور کر کے شہر کے اندر داخل ہو گئی اور ترک سپاہیوں کو ہتھیار ڈال دینے کے سوا اور کوئی بچاؤ کی صورت نظر نہ آئی۔ نعیم نے اپنے چند ساتھیوں کو شہر کے تمام دروازوں پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا اور جا بجا اسلامی پرچم نصب کر دیئے۔ خود باقی سپاہیوں کے ساتھ شہر کے بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہاں چند پہرے داروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خندق کا پُل اوپر اٹھا دیا۔

تُرک افواج شہر پر مسلمانوں کے قبضہ سے بے خبر تھیں اور فتح کے میدان میں جان توڑ کر لڑ رہی تھیں۔

نعیم نے مسلمان مجاہدوں کو فصیل پر چڑھ کر ترکوں پر تیر برسانے کا حکم دیا۔ شہر کی طرف سے تیروں کی بارش نے ترکوں کو بدحواس کر دیا۔ انہوں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو شہر پر مسلمان تیر انداز اور اسلامی پرچم لہراتے ہوئے نظر آئے۔

ادھر قتیبہ نے یہ منظر دیکھ کر سخت حملے کا حکم دیا۔ ترکوں کی اب وہی حالت تھی جو کچھ دیر پہلے مسلمانوں کی تھی۔ شکست کھانے کی صورت میں انہیں شہر کی مضبوط دیواروں کی پناہ کا بھروسہ تھا لیکن اب اس طرف بھی موت کی بھیانک تصویر نظر آتی تھی۔ آگے بڑھنے والوں کے سامنے مسلمانوں کی خاراشگاف تلواریں تھیں ور پیچھے ہٹنے والوں کے دلوں میں ان کے جگر دوز تیروں کا خوف تھا۔ وہ جان بچانے کے لیے دائیں بائیں فرار ہونے لگے اور سینکڑوں بدحواسی کے عالم میں خندق میں کود پڑے۔

اس مصیبت کو ختم کر کے مسلمان عقب سے حملہ کرنے والی فوج کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ پہلے ہی شہر پر مسلمانوں کا قبضہ دیکھ کر ہمت ہار چکی تھی۔ مسلمانوں کے حملے کی تاب نہ لا کر ان میں سے اکثر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور بعض نے ہتھیار ڈال دیئے۔

قتیبہ بن مسلم میدان خالی دیکھ کر آگے بڑھا۔ شہر کے دروازے پر پہنچ کر گھوڑے سے اترا اور بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہو گیا۔ نعیم نے اندر سے خندق کا پُل ڈال دینے کا حکم دیا ورد قیع اور حریم کو ساتھ لے کر بہادر سپہ سالار کے استقبال کے لیے آگے بڑھا۔ قتیبہ بن مسلم فرطِ انبساط سے ان تینوں مجاہدوں کے ساتھ باری باری بغل گیر ہوا۔

زخمیوں کی مرہم پٹی اور شہدا کی تجہیز و تکفین کے بعد مال غنیمت اکٹھا کیا گیا اور اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں روانہ کر کے باقی فوج میں تقسیم کیا گیا۔

(جاری ہے)

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کا

ایگزیکٹو کونسل اجلاس

منعقدہ: مؤرخہ 11 اکتوبر 2016ء

رپورٹ:

میاں اشفاق مجید ارائیں

انفارمیشن سیکریٹری

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے ممبر ایگزیکٹو اور حلقہ سعید آباد کے سابق جنرل سیکریٹری جناب ریاض احمد ارائیں

مستقل طور پر فیصل آباد شفٹ ہو رہے ہیں۔ اس لیے ایگزیکٹو کونسل اجلاس میں اُن کی سماجی وفلاحی خدمات کے پیشِ نظر انہیں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا گیا اور اجلاس کے اختتام پر الوداعی دعوت دی گئی۔

لاہور سے

انجمن ارائیاں پاکستان کے مرکزی جنرل سیکریٹری ملک محمد اکبر ارائیں صاحب نے بھی اس اجلاس میں خصوصی شرکت فرمائی اجلاس کی کاروائی اور انجمن ارائیاں سندھ کی سماجی وفلاحی سرگرمیوں کو خوب سراہا۔

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کا ایگزیکٹو کونسل اجلاس میاں عبدالسلام ارائیں کی زیرِ صدارت صوبائی دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت ڈاکٹر خلیق الرحمٰن ارائیں نے حاصل کی۔

بعد ازاں جناب مشتاق احمد ارائیں، آفس سیکریٹری نے گزشتہ اجلاس کی کاروائی پڑھ کر سنائی۔

جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری نے بتایا کہ اجلاس کے بعد جناب ریاض احمد ارائیں، ممبر

ایگزیکٹو (جو پنجاب شفٹ ہو رہے ہیں) کے اعزاز میں عشائیہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

جناب نصیر احمد ارائیں نے زکوٰۃ کے حوالے خوشخبری سنائی کہ جناب قمر رضا شوکت ارائیں کے علاوہ نبی قاسم فارماسیوٹیکل کے چیف ایگزیکٹو جناب محمد علی مجید ارائیں صاحب نے ساڑھے تین لاکھ ماہانہ کے حساب سے

چیک جاری کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں برادری کے مستحق لوگوں کی بہتر خدمت ہو سکے گی۔ اس سلسلے میں جناب اعجاز بشیر ارائیں، سابق ممبر ایگزیکٹو نے بھرپور کوششیں کی ہیں۔

جناب نصیر احمد ارائیں نے اپنے بیان میں اندرونِ سندھ کے دورہ جات پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ دنوں ''بھریا روڈ، مورو، نواب شاہ اور سکرنڈ'' کے دورے کے موقع پر تمام حلقہ جات کے عہدیداران سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ مذکورہ حلقہ جات نے صوبائی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ وہ مرکز کے ہر فیصلے کی پابندی کریں گے۔

دورہ جات کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے جناب ریاض احمد ارائیں (سینئر) نے کہا کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ اس طرح ہر حلقہ کا دورہ ہونا چاہیے۔ اس سے تمام حلقہ جات کا رمرکز سے رابطہ بحال رہے گا۔

جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری نے مزید بتایا کہ آئندہ ہفتہ اور اتوار کو حلقہ ٹنڈو الہیار، میر پور خاص، میرواہ، ڈگری، ٹنڈو جان محمد، جھڈو اور ضلع بدین کا دورہ کیا جائے گا۔

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ اور ایک نئی بننے والی تنظیم ''تنظیمِ ارائیاں'' کے ساتھ الحاق کے سلسلے میں جاری بات چیت اور روابط کے متعلق تفصیلاً آگاہ کیا گیا۔ تمام شرکائے اجلاس نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس سلسلے میں جاری کوششوں کو ختم نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب ریاض احمد ارائیں، فنانس سیکریٹری نے سالانہ آڈٹ کے سلسلے میں بتایا کہ آڈٹ کا کام آخری مراحل میں ہے۔عنقریب اسے مکمل کرلیا جائے گا۔

میاں اشفاق مجید ارائیں، انفارمیشن سیکریٹری نے بزمِ ارائیاں کی اشاعت کے حوالے سے آگاہ کیا اور شرکاء سے بہتری کے لیے تجاویز کی درخواست کی۔

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے زیرِ انتظام رشتے ناطے کے حوالے سے ''ارائیں میرج بیورو'' کے انچارج چودھری عبدالمجیب ارائیں نے اپنے شعبے کی رپورٹ کرتے ہوئے شرکاء اجلاس سے درخواست کی کہ برادری میں رشتے ناطے کے سلسلے میں معلومات کا تبادلہ اور آپس میں روابط کو فروغ دیا جائے۔

آخر میں ارائیں برادری کے لیے بھرپور خدمات پیش کرنے پر جناب ریاض احمد ارائیں (سینئر) کی کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔(یاد رہے کہ جناب ریاض احمد ارائیں انجمن ارائیاں سندھ کے ایگزیکٹو ممبر ہیں اور انجمن ارائیاں حلقہ سعید آباد میں جنرل سیکریٹری سمیت دیگر عہدوں پر فائز رہ کر برادری کی بھرپور خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اب وہ مستقل طور پر کراچی سے پنجاب شفٹ ہو گئے ہیں۔) آج کا اجلاس جناب ریاض احمد ارائیں (سینئر) کی خدمات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ان کے نام کیا گیا۔

انجمن ارائیاں پاکستان کے مرکزی جنرل سیکریٹری ملک محمد اکبر ارائیں صاحب نے بھی اس اجلاس میں خصوصی شرکت فرمائی اور اجلاس کی کاروائی اور انجمن ارائیاں سندھ کی سماجی و فلاحی سرگرمیوں کو خوب سراہا۔

میاں عبدالسلام ارائیں، صدر، انجمن ارائیاں سندھ، جناب شاہد ندیم ارائیں، ڈپٹی جنرل سیکریٹری اور جناب طارق محمود ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری نے ملک محمد اکبر ارائیں کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اُن کا شکریہ ادا کیا اور جناب ریاض احمد ارائیں (سینئر) کی فیصل آباد منتقلی پر دعا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

دعائے خیر کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا اور بعد ازاں جناب ریاض احمد ارائیں (سینئر) کے اعزاز میں الوداعی دعوت کے حوالے سے کھانا پیش کیا گیا۔

☆☆☆

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کراچی کا

ماھانہ کوآرڈینیشن اجلاس

کراچی (خصوصی رپورٹ: بزمِ ارائیاں)

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کا ماہانہ ''کوآرڈینیشن اجلاس'' صوبائی صدر میاں عبدالسلام ارائیں کی زیرِ صدارت، مؤرخہ 6 نومبر 2016ء بروز اتوار صوبائی دفتر میں منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت جناب حیدر علی ارائیں، انفارمیشن سیکریٹری، حلقہ منظور کالونی نے حاصل کی۔

بعدازاں جناب مشتاق احمد ارائیں، آفس سیکریٹری نے گزشتہ اجلاس کی کاروائی پڑھ کر سنائی جسے تمام شرکائے اجلاس نے باہمی اتفاق رائے سے منظور کیا۔

اجلاس میں صوبائی عہدیداران: جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری۔ جناب شاہد ندیم ارائیں، ڈپٹی جنرل سیکریٹری۔ جناب طارق محمود ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری جناب ریاض احمد ارائیں، فنانس سیکریٹری۔ جناب عبدالخالق ارائیں، ممبر ایگزیکٹو۔ جناب لیاقت علی ارائیں، ممبر ایگزیکٹو، چوہدری عبدالمجیب ارائیں، ممبر ایگزیکٹو۔ جناب اعجاز احمد ارائیں، ایڈیٹر: بزمِ ارائیاں

جبکہ عہدیدارانِ حلقہ جات:

جناب رضوان شاہد ارائیں، جنرل سیکریٹری، سعید آباد۔ جناب محمد رمضان ارائیں، جنرل سیکریٹری، شیر شاہ۔ ماسٹر عبدالمجیب ارائیں، صدر، بلال کالونی۔ جناب محمد اقبال ارائیں، جنرل سیکریٹری، بلال کالونی۔ ماسٹر سردار محمد ارائیں، صدر، قیوم آباد۔ جناب عبدالغفار ارائیں، جنرل سیکریٹری، قیوم آباد۔ جناب منظور سلیم ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری، قیوم آباد۔ میاں آفتاب عالم ارائیں، انفارمیشن سیکریٹری، گلشنِ حدید یونٹ سمیت برادری کے معززین نے شرکت فرمائی۔

ضلع نواب شاہ کے صدر جناب ذوالفقار علی ارائیں، جنرل سیکریٹری، میاں محمد طاہر ارائیں اور تعلقہ سکرنڈ کے صدر جناب افضل علی ارائیں کی قیادت میں عہدیداران ضلع نواب شاہ جناب ناظم حسین ارائیں، جناب محمد انور ارائیں، جناب محمد طفیل ارائیں، جناب محمد شفیق ارائیں، جناب شاہد حسین ارائیں اور جناب ارشد علی ارائیں پر مشتمل وفد نے بھی ماہانہ اجلاس میں خصوصی شرکت فرمائی۔

تمام حلقہ جات کے عہدیداران نے اپنے ہاں جاری سماجی و فلاحی سرگرمیوں کی رپورٹس پیش کرتے ہوئے مزید بہتری کے لیے صوبائی قیادت سے مشاورت اور تعاون کی درخواست کی۔

جناب حیدر علی ارائیں، انفارمیشن سیکریٹری، حلقہ منظور کالونی نے بتایا کہ ہمارے حلقہ کا باقاعدہ دفتر قائم کر کے سماجی و فلاحی سرگرمیاں شروع کر دی گئی ہیں۔

جناب محمد رمضان ارائیں، جنرل سیکریٹری، حلقہ شیر شاہ نے صوبائی دفتر کی جانب سے ارائیں ہسپتال شیر شاہ کا ماہانہ فنڈ بحال کیے جانے پر شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ اس وقت علاج معالجہ کے لیے ہسپتال میں ماہانہ 3000 تک مریض آ رہے ہیں۔

جناب محمد اقبال ارائیں، جنرل سیکریٹری، حلقہ بلال کالونی نے بتایا کہ ارائیں ڈسپنسری بلال کالونی کو اپنی مدد آپ کے تحت چلایا جا رہا ہے جہاں 60/65 مریض روزانہ آتے ہیں۔ انہوں نے صوبائی قیادت سے درخواست کی کہ گزشتہ ایک سال سے ارائیں ڈسپنسری بلال کالونی کو ملنے والا فنڈ مبلغ دس ہزار روپے ماہانہ بحال کیا جئے تا کہ ڈسپنسری کو بہتر انداز میں چلایا جا سکے۔

جناب عبدالغفار ارائیں، جنرل سیکریٹری حلقہ قیوم آباد نے اپنے حلقہ کی کارکردگی بتاتے ہوئے کہا کہ!

''ہمارے ہاں ماہانہ اجلاس ہر ماہ کے آخری اتوار کو باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ حلقے برادری کے کسی گھر میں میت ہونے کی صورت میں فری کفن فراہمی کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جبکہ رشتے ناطوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔''

میاں آفتاب عالم ارائیں، انفارمیشن سیکریٹری، حلقہ بن قاسم نے بتایا کہ ہمارے حلقے میں ممبران کے گھر میں میت ہو جانے کی صورت میں فوری طور پر تدفین کی مَد میں مبلغ -/6000 روپے دیے جاتے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی ارائیں (صدر) میاں محمد طاہر ارائیں (جنرل سیکریٹری) ضلع نواب شاہ نے بتایا کہ ہم نے رمضان المبارک کے مہینے میں زکوٰۃ کی مَد میں مبلغ -/2,46,000 روپے جمع کر مستحقین میں تقسیم کیے۔ جبکہ مزید چندہ جمع کر کے دو بچیوں کی شادی کے سلسلے میں مدد کی گئی۔

جناب افضل علی ارائیں، صدر، تعلقہ سکرنڈ نے بتایا کہ ہمارے حلقے کی جانب سے سات مستحق گھرانوں کو ہزار

روپے فی گھر ماہانہ امداد دی جاتی ہے۔

حلقہ سعید آباد کراچی حسبِ معمول سماجی و فلاحی سرگرمیوں میں سرِ فہرست رہا۔ یاد رہے کہ حلقہ سعید آباد کے زیرِ انتظام ''ارائیں ویلفیئر ہسپتال'' کامیابی سے فلاحی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے میں نہایت کم فیس میں بنیادی علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ ہر ماہ سینکڑوں لوگوں کی آنکھوں کا بالکل مفت آپریشن کروایا جاتا ہے۔ آنکھوں کے علاج کے لیے ''ارائیں ویلفیئر ہسپتال'' میں ہی آنکھوں کے مشہور ادارے **LRBT** کا شعبہ قائم ہے۔ جہاں بلا معاوضہ آنکھوں کا علاج اور آپریشن کیا جاتا ہے۔

بعدازاں جناب شاہد ندیم ارائیں، ڈپٹی جنرل سیکریٹری جناب طارق محمود ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری، جناب ریاض احمد ارائیں، فنانس سیکریٹری۔ جناب لیاقت علی ارائیں، ممبر ایگزیکٹو، چودھری عبدالمجیب ارائیں، ممبر ایگزیکٹو نے اپنے اپنے شعبے کی کارکردگی بتائی اور حلقہ جات سے تعاون کی درخواست کی۔

صوبائی صدر اور جنرل سیکریٹری نے اپنے خطاب میں سب سے پہلے ضلع نواب شاہ اور تعلقہ سکرنڈ سے تشریف لانے والے عہدیداران و معززین برادری کو خوش آمدید کہا بعدازاں شرکائے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حلقہ جات کو آگاہ کیا کہ اندرونِ سندھ حلقہ جات کے دوروں کا سلسلہ جاری ہے۔ اب ڈگری، ٹنڈو الہیار، کنری، سانگھڑ، مورو اور دیگر حلقہ جات کے کامیاب دورے کیے جا چکے ہیں۔ جبکہ اگلے مرحلے میں ضلع بدین، پنگریو، گولارچی، دادو اور بھان سعید آباد کا دورہ کیا جائے گا۔

تمام حلقے اپنے ہاں سے ضرورت مندوں کی درخواستیں مکمل کر کے بھیجیں تاکہ مستحقین کی مالی امداد کا سلسلہ جاری رہے۔ ہر حلقہ اپنے ہاں کم از کم ایک ایک فلاحی ادارہ ضرور قائم کرے۔

تمام حلقہ جات ہر ماہ کم از کم 50 عدد رسالے ''بزمِ ارائیاں'' ضرور خریدے اور زیادہ سے زیادہ رسالے کے ممبرز بنائیں تاکہ رسالے کو کامیابی سے شائع کیا جاسکے۔

بعدازاں دعائے خیر سے اجلاس کا اختتام ہوا۔

انجمن ارائیاں حلقہ قیوم آباد، کراچی کے زیرِ انتظام

عید مِلن پارٹی

رپورٹ: منظور سلیم ارائیں
جوائنٹ سیکریٹری

میاں عبدالسلام ارائیں، صوبائی صدر

نصیر احمد ارائیں، صوبائی جنرل سیکریٹری

ماسٹر سردار محمد ارائیں، صدر

عبدالغفار ارائیں، جنرل سیکریٹری

انجمن ارائیاں حلقہ قیوم آباد کے زیرِ انتظام عید مِلن پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں حلقہ قیوم آباد، حلقہ بھٹائی کالونی کے عہدیداران و مقامی ارائیں برادری کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

عید مِلن پارٹی کے مہمانِ خصوصی انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے صدر میاں عبدالسلام ارائیں

تھے۔ جبکہ صوبائی عہدیداران

جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری۔

جناب شاہد ندیم ارائیں، ڈپٹی جنرل سیکریٹری۔

جناب ریاض احمد ارائیں، فنانس سیکریٹری۔

جناب افتخار احمد ارائیں، سوشل سیکریٹری۔

لیاقت علی ارائیں اور جناب عبدالخالق ارائیں، ممبرز ایگزیکٹو نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جس کی سعادت حافظ شاہیر جواد ارائیں نے حاصل کی۔ اس کے بعد قاری خالد حسین ارائیں نے خوبصورت آواز میں نعت رسولِ مقبول ﷺ پیش کی۔

جناب عبدالغفار ارائیں، جنرل سیکریٹری نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعدازاں حلقہ کے نہایت محنتی اور مخلص کارکن جناب منظور سلیم ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری نے اظہارِ خیال کیا۔

اس کے بعد صوبائی عہدیداران، میاں عبدالسلام ارائیں (صدر)۔ جناب نصیر احمد ارائیں (جنرل سیکریٹری) اور جناب شاہد ندیم ارائیں (ڈپٹی جنرل سیکریٹری) نے شرکاء سے خطاب کیا اور حلقہ میں ایک فلاحی ادارے کے قیام اور سماجی و فلاحی سرگرمیوں کو مزید تیز کرنے پر بھرپور زور دیا۔

ماسٹر سردار محمد ارائیں، صدر، حلقہ قیوم آباد نے مہمانانِ گرامی کی آمد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا۔ بعدازاں بہترین کھانے سے تواضع کی گئی۔

☆☆☆

میاں زاہد حسین ارائیں، سابق صدر

منظور سلیم ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری

قاری خالد حسین ارائیں

انجمن ارائیاں حلقہ منظور کالونی

کے دفتر کا افتتاح

حیدر علی ارائیں

انفارمیشن سیکریٹری

انجمن ارائیاں حلقہ منظور کالونی کراچی کے عہدیداران نے طویل عرصے سے جاری کاہلی اور سُستی کو خیر باد کہتے ہوئے بالآخر میدانِ عمل میں اتر کر سماجی و فلاحی سرگرمیوں کے لیے بھرپور کردار ادا کرنے کا عہد کر ہی لیا ہے۔ نہایت خوش آئند بات ہے کہ عہدیداران نے سب سے پہلے حلقہ کا دفتر قائم کر کے اس سلسلے کا پہلا مرحلہ کامیابی سے طے کرلیا ہے۔

دفتر کے افتتاح کے سلسلے میں انجمن ارائیاں حلقہ منظور کالونی کے زیرِ انتظام ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے عہدیداران جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری، جناب شاہد ندیم ارائیں، ڈپٹی جنرل سیکریٹری، اور جناب طارق محمود ارائیں، جوائنٹ سیکریٹری نے افتتاحی تقریب میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر حلقہ منظور کالونی کے عہدیداران ڈاکٹر محمد اعظم ارائیں (صدر)، جناب محمد افضل ارائیں (جنرل سیکریٹری)، ماسٹر محمد سعید ارائیں (سوشل سیکریٹری)، ماسٹر محمد شفیق ارائیں (فنانس سیکریٹری)، حیدر علی ارائیں (انفارمیشن سیکریٹری)، سمیت مقامی برادری کے معززین نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ارائیں برادری کی معروف شخصیت، الیکٹرانک میڈیا سے منسلک جناب قاری محمد حسین ارائیں نے تلاوتِ قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں قومی پرچم لہرایا گیا، دفتر کا افتتاح ہوا اور دعائے خیر کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

صوبائی عہدیداران و عہدیداران حلقہ منظور کالونی دفتر کے افتتاح کے موقع پر۔

ماسٹر محمد سعید ارائیں

قاری محمد حسین ارائیں

دفتر کے افتتاح کے موقع پر عہدیداران و مقامی ارائیں برادری دعائے خیر کرتے ہوئے۔

انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ کے عہدیداران کا

دورہ ضلع سانگھڑ
و
شاہ پور چاکر

جناب مشتاق احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری، شاہ پور چاکر
خصوصی دعوت پر
ان کے بیٹوں کی شادی میں شرکت کے لیے

مؤرخہ 25 اکتوبر 2016ء کو جناب نصیر احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری، انجمن ارائیاں پاکستان، صوبہ سندھ کی قیادت میں میاں اشفاق مجید ارائیں (صوبائی افارمیشن سیکریٹری)، چودھری فضلِ حق ارائیں (صوبائی ممبر ایگزیکٹو) اور جناب شوکت علی ارائیں (جنرل سیکریٹری، حلقہ بن قاسم) پر مشتمل ایک وفد کراچی سے روانہ ہوا۔

طویل سفر طے کر کے دن کے 2:00 بجے یہ قافلہ شاہ پور چاکر پہنچا تو جناب مشتاق احمد ارائیں (جنرل سیکریٹری، شاہ پور چاکر)، چودھری افتخار احمد ارائیں، صدر و جناب منظور احمد ارائیں، جنرل سیکریٹری (ضلع سانگھڑ) سمیت علاقے بھر کے عہدیداران و معززین ارائیں برادری نے مہمانانِ گرامی کا پُر جوش استقبال کیا۔ بالخصوص جناب مشتاق احمد ارائیں نے اپنے بیٹوں کی دعوت ولیمہ میں شرکت پر صوبائی قیادت کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

دعوت کے بعد ہونے والی باہمی بیٹھک نے باقاعدہ ایک میٹنگ کی صورت اختیار کر لی۔ جس میں شاہ پور چاکر، ضلع سانگھڑ و دیگر مقامی عہدیداران نے شرکت کی۔ صوبائی قیادت نے خندہ پیشانی سے ساتھیوں کے مسائل و اعتراضات سنے اور نہایت مدلل انداز میں ان کو جوابات دے کر مطمئن کیا۔

تمام شرکاء و معززین نے انجمن ارائیاں سندھ اور موجودہ قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

بعد ازاں دعائے خیر کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا اور صوبائی قیادت کا وفد واپسی کے لیے روانہ ہوا۔

حیدر آباد پہنچنے پر جناب محمد صفدر ارائیں (حیدر آباد) اور جناب محمد عرفان ارائیں نے استقبال کیا اور اُن کی پُر جوش فرمائش اور کھانے کی دعوت پر ایک ہوٹل پر کچھ دیر کے لیے قیام کیا گیا اور کھانا کھا کر کراچی کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔

☆☆☆

انجمن ارائیاں حلقہ سعید آباد، کراچی کا

ماہانہ اجلاس

رپورٹ: چودھری رضوان شاہد ارائیں

انجمن ارائیاں حلقہ سعید آباد وارائیں ویلفیئر ایسوسی ایشن ضلع غربی کا ماہانہ اجلاس مؤرخہ 9 اکتوبر 2016ء بوقت شام 4:00 بجے ارائیں ویلفیئر ہسپتال میں جناب محمد صابر ارائیں، صدر کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد گزشتہ دنوں میں رحلت فرما جانے والے تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ بعد ازاں جنرل سیکریٹری چودھری رضوان شاہد ارائیں نے اجلاس کا ایجنڈا پیش کیا۔

عید الضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے لیے تعاون کرنے پر تمام عہدیداران اور مقامی ارائیں برادری کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس سلسلے میں شانتی نگر سے جناب شبیر احمد ارائیں اور مولانا اختر محمدی ارائیں، آفس سیکریٹری بہتر انداز میں خدمات پیش کیں۔

شرکائے اجلاس کو مطلع کیا گیا کہ گزشتہ دنوں سوشل سوسائٹی سندھ حکومت کی جانب سے اورنگی ٹاؤن کے علاقے میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ مختلف N.G.O کے نمائندوں نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ اس جلاس میں انجمن ارائیاں سعید آباد کی خدمات کو سراہا گیا اور شیلڈ پیش کی گئی۔

چودھری رضوان شاہد ارائیں، جنرل سیکریٹری نے شرکائے اجلاس سے درخواست کی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو انجمن ارائیاں کا ممبر بنایا جائے تا سماجی وفلاحی سرگرمیوں کو بہتر سے بہتر انداز میں انجام دیا جاسکے۔ جس ممبر کی بھی عمر 60 سال سے زیادہ ہو جائے تو اس کو اور اُس کی بیوی کو ارائیں ویلفیئر ہسپتال کی جانب سے مفت علاج معالجہ کی سہولت دی جائے گی۔

جناب محمد صابر ارائیں، صدر، انجمن ارائیاں حلقہ سعید آباد نے برادری کے تمام ممبران کو خوش آمدید کہا اور آئندہ بھی باقاعدگی سے اجلاس میں شرکت کرنے کی تاکید کی۔ انہوں نے ارائیں ویلفیئر ہسپتال کی کارکردگی کے متعلق آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ الحمد للہ! ہسپتال کی کارکردگی مزید بہتر ہو رہی ہے۔

صدر صاحب کی اجازت اور دعائے خیر کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا۔

ارائیں ویلفیئر ہسپتال سعید آباد کراچی کی کارکردگی
(یکم تا 31 اکتوبر 2016ء)

☆ ہسپتال کی او پی ڈی	8950
☆ مریضوں کی سیزر کی تعداد	10
☆ ڈسکاؤنٹ سیزر	11 ہزار
☆ لیب/الٹرا ساؤنڈ	9600
☆ مکمل فری علاج	84 مریض
☆ L.R.B.T. او پی ڈی	4000
☆ آنکھوں کے فری آپریشن	212

محترم عبدالمجید ساگر کی خصوصی اجازت سے
''بزمِ ارائیاں''
کے قارئین کے لیے ایک سنسنی خیز سلسلہ

مینا ناز کے جادو اثر قلم سے

ڈان

قسط نمبر:2
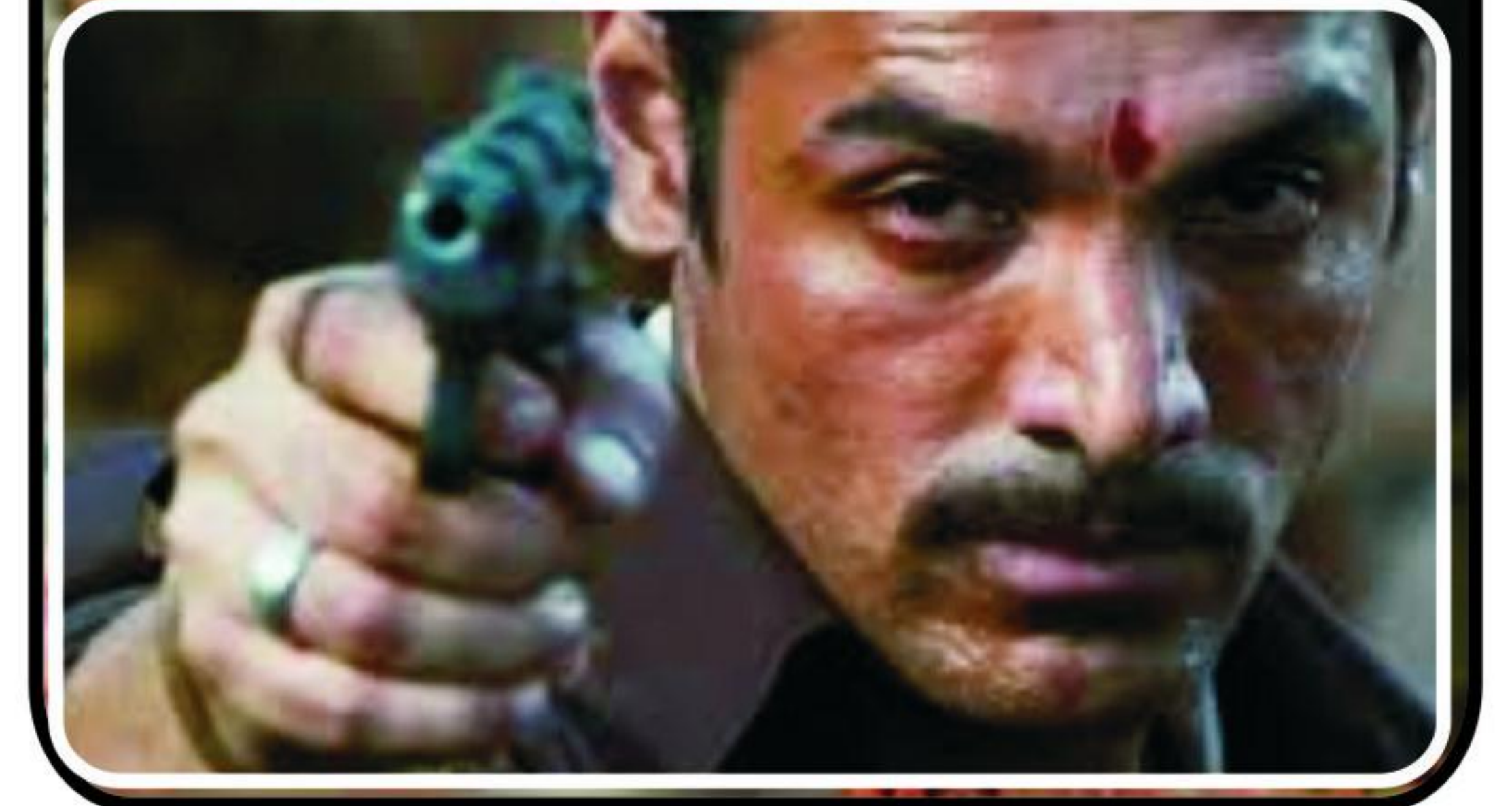
پورے شہر کی پولیس حرکت میں ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ کے ٹیلیفون ٹیپ کیے جا رہے ہیں۔ ہماری پوری مشینری حرکت میں آچکی ہے آپ تحمل سے کام لیں۔

اور۔۔۔!

پھر بات ختم ہوگئی تھی۔ دوسری طرف ایس پی زاہد ملک، انسپکٹر خاں کو کہہ رہے تھے، جس نے ایک روز قبل کی ایف آئی آر کا ذکر کیا جو رابعہ نامی لڑکی نے راشد خاں آفریدی کے خلاف درج کروائی تھی!

''یہ سب کیا ہے؟۔۔۔ ۔۔مسٹر خاں اب تم کہنا کیا چاہتے ہو۔''

''جو آپ سننا نہیں چاہتے، سر! میرا ذاتی خیال ہے کہ اغوا کا ڈرامہ صرف اس لیے اسٹیج کیا گیا ہے کہ رابعہ کی رپٹ کو غلط قرار دیا جائے۔''

''سنو مسٹر خاں! آپ اپنا ذاتی خیال ختم کریں۔ پاشا خاں آفریدی ایک چھوٹے سے جرم کو چھپانے کے لیے اتنا بڑا کھڑاک نہیں چلا سکتے۔ رابعہ کی طرف سے درج کی ہوئی ایف آئی آر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ایک فون پر ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتی ہے۔ اب صرف یہ سوچیں کہ راشد خاں آفریدی کو کن لوگوں نے اغوا کیا ہے۔''

''یہ کیس میرے پاس ہے سر اور میں نے اسے کیسے ڈیل کرنا ہے، آپ بخوبی واقف ہیں۔''

''آپ کچھ نہیں کریں گے مسٹر خان۔''

''راشد خاں آفریدی کے نام پر ایف آئی آر کٹ چکی۔''

'آپ سمجھتے ہیں کہ مسٹر خاں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمارے لیے عذاب خریدنا چاہتے ہیں۔ براہِ مہربانی آپ اس کیس کی تفتیش نہیں کریں گے۔''

''اس ملک میں کوئی قانون ہے یا نہیں؟ ایک بے بس، کمزور، غریب لڑکی کو بھرے بازار سے اٹھایا جائے، اسکی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔ وہ غریب فریاد لے کر پولیس کے پاس آتی ہے اور پولیس کے بڑے آفیسر مجھے فرما رہے ہیں کہ فائل داخل دفتر کر دوں۔ یہ کونسا قانون ہے سر؟ آئی ایم سوری! میں آپ کا یہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہوں۔''

''مسٹر خاں میں آپ کا آفیسر ہوں۔ ہمارے لیے پریشانیاں مت بڑھائیں۔ آڈر اوپر سے آتے ہیں اور ہم جوابدہ ہیں۔''

''اور۔۔۔ میں اس لڑکی کو جوابدہ ہوں، اس نے قانون سے انصاف مانگا ہے سر۔۔۔ اور۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ میں ہر قسم کے مجرم کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن عزت کے ڈاکو کو نہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں خاندانی رئیس ہوں۔ اتنی دولت رکھتا ہوں کہ آدھا شہر خرید لوں لیکن یہ ملازمت میں اپنے شوق کے لیے کرتا ہوں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ پاشا خاں آفریدی کتنے دم خم والا انسان ہے۔''

''آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے مسٹر خاں۔ جس انسان کے بارے میں آپ بات کر رہے ہیں، وہ اپنے پورے قانون کو جیب میں لیے پھرتا ہے۔ وہ اس قدر اثر ورسوخ والا انسان ہے کہ اپنے ایک فون پر منسٹر صاحب کے نیچے سے کرسی کھینچ لے۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ آپ اس کا دم خم دیکھنے کی بات کر رہے ہیں۔''

اور۔۔۔

انسپکٹر خاں ہنس پڑا۔

''اجازت دیجیے۔''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ جب آپ کے بڑے آپ سے میرے بارے میں معلوم کریں تو مجھے پیش کر دیجیے گا۔''

''ناممکن باتیں کر رہے ہیں آپ مسٹر خاں۔ ہم کو کسی مصیبت میں مت ڈالئے، اپنے آفیسر کی بات مان لیجیے

نکتہ چینی

جو شخص ہمیشہ نکتہ چینی کے موڈ میں رہتا ہے

اور

دوسروں کے نقص نکالتا رہتا ہے

وہ

اپنے آپ میں تبدیلی کی صلاحیت سے

محروم ہو جاتا ہے۔

مرسلہ:

محمد ذیشان ارائیں، شیر پاؤ کالونی، کراچی۔

اور جب تک راشد خاں آفریدی بازیاب نہیں ہو جاتے، خاموش رہیے۔''

''او کے سر۔۔۔ میں نے آپ کی بات مان لی۔ اب اجازت دیجیے۔''

''ہم نے آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ راشد خاں آفریدی کو اغوا کرنے والوں کا سراغ لگائیے۔ اوپر سے ہم پر بہت دباؤ ہے۔ یہ کیس ہم آپ کے سپرد کرنا چاہتے تھے لیکن آپ اپنی داستان سنانے لگے۔''

''اس شہر میں اور بہت سے قابل آفیسر موجود ہیں۔ اُن میں سے کسی کا چناؤ کر لیجئے۔''

''مسٹر خاں! ہم آپ کا نام اپنے بڑوں کے سامنے لے چکے ہیں۔ اب کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک انسپکٹر نے اپنے آفیسر کا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ ہماری مجبوری کو سامنے رکھئے مسٹر خاں۔''

''او کے۔۔۔ میں یہ کیس لیتا ہوں لیکن کام میں اپنے طریقہ کار کے مطابق کروں گا۔''

'' جو مرضی کیجئے۔۔۔ راشد خاں آفریدی کو اغوا کرنے والے بے نقاب اور قانون کے شکنجے میں بند ہونے چاہیں۔''

''ایسا ہی ہوگا سر۔۔۔اب اجازت دیجئے''

اور

یہ کہہ کر مسٹر خان نے اپنے آفیسر کو سلیوٹ مارا اور پھر دروازے کی طرف پلٹ گیا۔اس کے ہونٹوں پر اب سفاک سی مسکراہٹ تھی۔وہ جیپ میں واپس آکر بیٹھا۔ سب انسپکٹر جمشید جیپ میں موجود تھا اور ایک پولیس ملازم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''ہم اب پاشا خاں آفریدی کے گھر چل رہے ہیں۔ یہ کیس ہم ڈیل کر رہے ہیں۔''

اور۔۔۔سب انسپکٹر جمشید نے حیرت سے اپنے آفیسر کی طرف دیکھا اور بولا!

''خطرناک سر۔۔۔بہت ہی خطرناک۔''

''خطروں سے کھیلنے کا تو شوق ہے ہمیں۔'' انسپکٹر خاں سرد لہجے میں بولا اور جیپ اپنی منزل کی روانہ ہوگئی۔

''تھوڑی سی نفری لے لیتے تو زیادہ بہتر تھا۔'' ''ابھی ہم لوگ اکھاڑے میں نہیں اتر رہے۔صرف ملاقات کرنا ہے۔اخبارات میں ان کے بیانات تصویر کے ساتھ چلتے رہتے ہیں۔ذاتی طور پر کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔۔۔ اور میں اپنی پہلی ملاقات کو یادگار بنانا چاہتا ہوں۔''

''یس سر۔۔۔لیکن آپ کو اندازہ ہے۔ بہت خطرناک اور بہت بُرا آدمی ہے۔''

''دُم سے پکڑنا چاہتا ہوں اسے، اگر پلٹ کر کاٹنے کی کوشش کرے تو سر کچل دوں گا۔''

''اس کا مطلب ہے کہ کھیل شروع ہوگیا۔''

''اس لئے تو ہر بار اپنے ساتھ تمھارا بھی تبادلہ کروا لیتے ہیں تاکہ تم دوسرے انسپکٹر خاں بن سکو۔''

''بہت شکریہ سر۔۔۔البتہ آپ کے کام کرنے کا طریقہ کار دیکھتا ہوں۔شائد کچھ سیکھ سکوں۔''

اور جیپ گلبرگ میں داخل ہوگئی۔۔۔اور۔۔۔ کچھ دیر بعد ایک وسیع ترین رقبے میں پھیلے ہوئے بنگلے کے گیٹ پر رک گئی۔ دو عدد سیکیورٹی گارڈ اسلحہ لیے کھڑے تھے۔

''اے مسٹر! اپنے مالک سے بولو کہ انسپکٹر خاں ملنا چاہتے ہیں۔''

اور۔۔۔ایک سیکیورٹی گارڈ نے انٹر کام پر اندر رابطہ کیا۔ کچھ دیر بعد وہ قریب آیا اور بولا!

''آپ اندر جا سکتے ہیں۔اسلحہ مجھے دے دیجئے۔''

انسپکٹر خاں کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ اُبھر کر مِٹ گئی۔

''او کے جمشید۔۔۔'' اتنا کہہ کر دونوں نے اپنے اپنے ہولسٹروں سے ریوالور نکال کر سیکیورٹی گارڈ کے حوالے کر دیئے۔۔۔اور۔۔۔ پھر گیٹ سے اندر داخل ہو گئے۔سامنے ایک بہت ہی وسیع لان تھا اور لان بہت ہی خوبصورت اور ہر قسم کے پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔اور۔۔۔ پاشا خاں وہیں موجود تھے۔کچھ آدمی موزر لئے کچھ فاصلے پر چاروں اطراف کھڑے تھے۔۔۔اور۔۔۔ پاشا خاں اپنے سامنے کسی اہم مہمان سے محو گفتگو تھے۔ پولیس والوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے اور استفہامیہ نظروں سے انہوں نے دونوں کی طرف دیکھا اور بولے!

''کہو۔۔۔کیا بات ہے۔کیسے آنا ہوا؟''

''تو آپ ہیں پاشا خاں آفریدی۔''

'' کیا مطلب۔۔۔؟'' پاشا خاں انسپکٹر کے انداز پر بے ساختہ چونک گیا۔

''آپ کے پاس اخلاق نام کی کوئی شے ہے کہ نہیں ہے۔شائد نہیں ۔۔۔ ورنہ ایک پولیس آفیسر کو آپ کھڑے ہو کر نہ صرف ریسیو کرتے بلکہ بیٹھنے کو بھی کہتے۔ سوری میں نے اپنا اور آپ کا وقت برباد کیا۔ مجھے راشد خاں آفریدی کا کیس نہیں لینا۔۔۔اور اگر اس کیس سے میں دستبردار ہوگیا تو اس شہر میں کوئی دوسرا انسپکٹر اختر خاں کوئی نہیں۔'' اتنا کہہ کر انسپکٹر خاں واپسی کے لیے مُڑا

''ٹھہرو۔کیانام بتایاتم نے؟'' پاشاخاں غرایا۔

''انسپکٹر اختر خاں۔'' وہ مڑے بغیر بولے اور آگے بڑھے۔

''اسے روکو'' پاشا خاں نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ اور چار موزر بیک وقت انسپکٹر خاں اور جمشید کی طرف اُٹھ گئے۔۔۔اورانسپکٹر خاں مڑا۔ پھر پلٹ کر پاشاخاں کے قریب آیااور بولا!

''آپ نے ایک پولیس افسر پراسلحہ تاناہے۔''

''ہم تمھارے اوپر والوں کی بھی ناک رگڑوالیتے ہیں۔تم آئے کس کام سے تھے۔''

''میرے افسر نے آپ کا کیس مجھے دیا تھا۔ میں تو اسے گرفتار کرنے یہاں آنے والا تھا لیکن پتا چلا کہ راشد خاں آفریدی دس کروڑ تاوان کے لیے اغوا ہو چکا ہے۔ لہٰذادوسرا کیس بھی مجھے مل گیا۔''

''ایک منٹ ٹھہرو۔ہم تم سے پھر بات کرتے ہیں۔'' اتنا کہہ کرانہوں نے بڑے ناگوار انداز میں موبائل پر نمبر ڈائل کیااور بولے!

''مسٹرآئی جی!ایک پولیس انسپکٹراختر خاں نام کا ہمارے سامنے موجود ہے۔ہم کو اس کے بارے میں مکمل معلومات درکار ہیں۔آپ معلوم کرلیں۔ہم انتظار کر رہے ہیں۔'' اتنا کہہ کرانہوں نے موبائل بند کر دیا اور بڑی سخت گیرنگاہوں سے گھورا۔۔۔اورلان کی گھاس پر ٹہلنے لگے۔

انسپکٹر خاں اورجمشیداسے دیکھتے رہے البتہ انسپکٹر خاں کے ہونٹوں پرسردسی مسکراہٹ تھی۔۔۔اور۔۔۔پھر چند منٹ بعدان کے موبائل پراشارہ ہوا۔

''جی فرمایئے۔۔۔'' وہ جیسے غرایا ہو اور پھر پانچ منٹ تک وہ دوسری طرف سے کی جانے والی گفتگو سنتے رہے ، پھرایک طویل سانس لے کرانہوں نے موبائل بند کردیا اورانسپکٹر خاں کی طرف دیکھ کر بولے!

''آؤ،بیٹھو۔''

''نو۔۔۔وقت نہیں ہے میرے پاس۔''

''ہم کو بتایا گیا ہے کہ تم نے ہمارے کیس کو ہینڈل کرنا ہے اور۔''

''اور۔۔۔میں یہ کیس نہیں لے رہا۔''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ آپ کے بیٹے نے ایک غریب لڑکی کواغوا کیا، پھراس کی زبردستی عزت لوٹی۔۔۔اوراس کے باپ نے ایک پولیس انسپکٹر سے اس کا سرکاری ریوالور ایک تین ہزار والے سیکیورٹی گارڈ کو لینے کے لیے کہا۔۔۔اور بداخلاقی یہ تھی کہ پولیس انسپکٹر کو بیٹھنے کے لیے نہیں کہا۔ لہٰذا میں اس کیس سے دستبردار ہو رہا ہوں۔۔۔''

''سوری آفیسر۔دراصل اپنے بیٹے کی وجہ سے پریشان تھے۔۔۔اور۔۔۔''

''اوراب ہم کو اجازت دیجیے۔۔۔اوراپنے آدمیوں سے کہیں موزروں کا رُخ دوسری طرف کرلیں۔''

اتنا کہہ کرانسپکٹر خان مسکرایا۔

''توتم یہ کیس نہیں لے رہے۔''

''اور بہت ہوشیار اور تیزقسم کے پولیس آفیسر موجود ہیں۔وہ آپ کا مسئلہ حل کردیں گے۔''

''مسٹرخان!کیاتم پاگل انسان ہو؟''

''یس سر۔۔۔مجھے میرے جاننے والے پاگل انسان ہی کہتے ہیں۔۔۔اور۔۔۔میرے آفیسرایک ضدی انسان کہتے ہیں۔کیونکہ میرا کام کرنے کا ایک اپنا طریقہ کار ہے۔۔۔مجرم کے بخیہ بخیہ اُدھیڑ ڈالا کرتا ہوں۔اسے عدالت تک جانے ہی نہیں دیتا، خود گولی مار دیا کرتا ہوں۔'' انسپکٹر خاں کا لہجہ بڑا سفاک تھا۔

''ہم کومعلوم ہے کہ ہمارے رویے سے تمھیں تکلیف پہنچی۔لیکن پہلے سے بتا چکے ہیں کہ بیٹے کے اغوا نے حواس باختہ کررکھا تھا۔''

''اب اجازت دیجیے اوراپنے حواس درست کریں تا کہ دوسری ملاقات یادگار بن سکے۔'' اتنا کہہ کر وہ پلٹ گیا اورجمشید کے ساتھ باہرنکلتا چلا گیا۔

''اوکے۔۔۔'' بیٹا مل جائے تو تمھیں گولی نہ ماری تو کچھ نہ کیا۔ایک چھوٹا سا پولیس ہو کر کس قدر اکڑ رکھتا ہے۔ آئی جی بتارہے تھے کہ بہت خطرناک پولیس انسپکٹر ہے۔ اسے خاص کیس ہی دیے جاتے تھے۔۔۔اور تین ماہ سے زیادہ کسی تھانے میں نہیں رہتا تھا۔کئی بار اسے ترقی دی گئی لیکن اس نے انسپکٹر کا عہدہ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔اسے ضرور دیکھیں گے۔ کیونکہ یہ تو کام کا آدمی ہے۔وہ بُڑ بڑائے۔۔۔پھرانہوں نے موبائل پر کسی کا نمبر ملایا!

''سنو۔۔۔!انسپکٹر اختر خاں کے متعلق مکمل معلومات کرو۔کہاں سے آیا اور اُس کا بیک گراؤنڈ کیا ہے؟ رشوت کس زنداز سے لیتا ہے۔اس کے کام کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ ہمیں صرف ایک دن کے اندر مکمل معلومات چاہیئے۔اوکے۔۔۔'' اتنا کہہ کرانہوں نے

دوست۔۔۔دشمن

سکندراعظم سے کسی نے پوچھا!
اتنی چھوٹی سی زندگی میں
اتنی بڑی دنیا کو کیسے فتح کیا؟
سکندر نے جواب دیا!
دشمن کو اتنا مجبور کیا کہ وہ دوست بن گئے
اور۔۔۔
دوستوں کو کبھی نہیں چھوڑا
کہ وہ دشمن بن جائیں۔

مرسلہ:
محمدرمضان ارائیں، جنرل سیکریٹری، شیرشاہ، کراچی۔

رشتے

رشتے خراب
ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے
کہ لوگ جھکنا پسند نہیں کرتے
رشتہ توڑنا تو گوارہ کر لیتے ہیں
لیکن
اُس رشتے کو بچانے کی خاطر
اپنی انا ختم نہیں کر سکتے۔
مرسلہ:
چودھری عبدالمجیب ارائیں، کراچی۔

موبائل بند کر دیا۔ دوسرا نمبر ملایا۔ یہ آئی جی صاحب کا نمبر تھا!

''ہم بول رہے ہیں۔ آپ کے ایک چھوٹے سے انسپکٹر نے نہ صرف بدتمیزی کی ہے بلکہ کیس سے بھی دستبردار ہو گیا ہے۔ کیا آپ کے محکمے میں صرف ایک ہی پولیس والا ہے، ہونہہ۔ صرف شام تک مجرم اور ہمارا بیٹا چاہئے۔۔۔ ورنہ۔۔۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مغز گھومنے میں دیر نہیں لگتی۔ خدا کی پناہ۔۔۔! کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ پاشا خاں آفریدی کے بیٹے کو اغوا کر لیا۔۔۔ اور دوبارہ انہوں نے رابطہ تک نہیں کیا۔ فوراً میٹنگ کال کریں اور ہمیں باخبر رکھیں۔

اور۔۔۔ اس اختر خاں کے بارے میں بھی معلومات چاہئیں۔ ویسے تو ہم اپنے ذرائع سے حاصل کر لیں گے۔ لیکن آپ کے محکمے کا کیس ہے، بہتر ہے کہ یہ نیک کام بھی آپ کریں۔'' اتنا کہہ کر پاشا خاں نے فون بند کر دیا۔

☆☆☆

اور۔۔۔ پھر۔۔۔ دن گزرتے چلے گئے۔ رابعہ ٹریننگ سینٹر پہنچ چکی تھی۔۔۔ اور۔۔۔ پاشا خاں جیسے پاگل ہوئے جا رہے ہوں۔ کیونکہ ایک ہفتے کے اندر نہ تو پولیس ان کے بیٹے کو بازیاب کر سکی تھی اور نہ ہی مجرموں نے کوئی رابطہ کیا تھا۔ اُس کا بیٹا کس حال میں تھا، کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ کس جگہ تھا، کسی کو علم نہیں تھا۔۔۔ اور یہی بات پاشا خاں کے لیے جان لیوا تھی۔ ان کے بیٹے کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا تھا۔ مُلک کی تمام ایجنسیاں کام کر رہی تھیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ بُری طرح ناکام ہو چکی تھیں۔ پاشا خاں کو انسپکٹر خاں کے نداز یاد آ رہے تھے کہ اس شہر میں کوئی دوسرا سر پھرا انسپکٹر خاں نہیں، جو ان کے بیٹے کو بازیاب کرا سکے۔ جب انہوں نے آئی جی سے بات کی انہوں نے ایس پی زاہد ملک کا نمبر دے دیا کہ انسپکٹر خاں ان کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

اور۔۔۔ تب انہوں نے ایس پی زاہد ملک کو فون کیا!

''ہم پاشا خاں آفریدی بول رہے ہیں۔ کیا تم نے ہمارا بنگلہ دیکھ رکھا ہے؟ اگر دیکھ رکھا ہے تو فوراً پہنچو۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔''

اور۔۔۔ پھر آدھے گھنٹے بعد ایس پی زاہد ملک لان میں ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے!

''انسپکٹر خاں آپ کے ماتحت کام کرتا ہے؟''

''یس سر۔''

''تو پھر اس نے ہمارے کیس پر کام کیوں نہیں کیا، وہ بڑا مغرور اور بد دماغ آدمی ہے کہ اپنے آفیس کا بھی احترام نہیں کرتا۔''

''ایسی بات تو نہیں۔ البتہ اسے آپ سے شکایت پیدا ہو گئی تھی کہ آپ نے ان کے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس لیے اُس نے آپ کے کیس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ تب ہم نے اس سے زیادہ سینئر آفیسر کو یہ کیس دے دیا۔''

''اور۔۔۔ وہ لوگ ہمارے بیٹے کو برآمد نہ کر سکے۔''

''کام برابر ہو رہا ہے۔''

''کیا ہو رہا ہے یہی نا کہ نہ مجرموں کا سراغ ملا اور نہ بیٹے کا کچھ اتا پتہ ہے۔''

سر ہم ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہیں اور پھر مجرموں نے دوبارہ رابطہ بھی تو نہیں کیا ورنہ اب تک ان تک پہنچ چکے ہوتے۔''

''انسپکٹر خاں کو یہ کیس دے کر دیکھیں۔ وہ میرے ذہن میں آ رہا تھا کہ اُن کے علاوہ مجرموں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔''

''ان کے کام کرنے کا اپنا طریقہ کار ہوتا ہے، بڑا ہی جارحانہ۔ وہ کام کے دوران کسی آفیسر کی نہیں سنتا۔ جس کو چاہتا ہے گولی مار دیتا ہے۔ اس لیے ہم لوگ مشکل ترین کام انہیں دیتے ہیں۔''

''تو یہ مشکل کام نہیں تھا۔''

''اُسے کیس دیا تھا اور انہوں نے لے لیا تھا لیکن۔۔۔''

''لیکن یہ کہ ہم اس کی شان میں گستاخی کر بیٹھے اور اُس نے کیس سے ہاتھ اٹھا لیا۔'' پاشا خاں غرایا۔

''یس سر۔۔۔ ایسا ہی ہوا ہے اور اس نے ایک ماہ کی چھٹی لے لی، تاکہ افسران اُسے تنگ نہ کریں۔''

''مسٹر زاہد! اب اگر آپ کو اپنی وردی عزیز ہے تو شام چار بجے تک ہم کو انسپکٹر خاں یہاں چاہیے اور اُس کی چھٹی منسوخ کر دو۔۔۔ اور''

''ایک منٹ سر۔۔۔ آپ غلط کر رہے ہیں۔ آپ ان سے محبت سے کام لے سکتے ہیں۔ زبردستی نہیں کر سکتے ہیں۔ انسپکٹر خاں جس انسان کا نام ہے، اُسے ہوم منسٹر صاحب، گورنر بھی حکم دے کر کام نہیں کروا سکتے۔ وہ خود استعفیٰ دے دے گا۔''

''یہ کیا بات ہوئی؟''

''آپ سے زیادہ دولت مند ہے۔'' ایس پی زاہد ادب

سے بولا۔

پاشا خاں کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو!

''پھر سے کہو۔۔۔کیا کہہ رہے تھے۔''

''دیپالپور کے چوبیس کلومیٹر رقبے پر ان کی کاشت ہوتی ہے۔ کروڑوں روپے سالانہ وہ ٹیکس جمع کرواتے ہیں اور انسپکٹر خاں شوقیہ طور پر پولیس کے ملازم ہیں۔۔۔اور بہت ہی مشکل ترین کیس لیتے ہیں۔ تین بار انہیں ایس پی کے رینک پر ترقی دی گئی، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ کام کرنے آیا ہوں، عہدہ لینے نہیں۔ جس کیس پر انہوں نے کام کیا، اُسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔''

''او مائی گاڈ۔۔۔ہم بھی کہیں کہ وہ اس قدر سر پھرا کیوں ہے۔۔۔بے ادب کیوں ہے۔ بات اب سمجھ میں آئی، بس ہم اُن سے درخواست کریں گے کہ راشد خاں کو با آور کرائے ہم اُن کے شکر گزار رہیں گے۔''

''میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں سر کہ وہ آپ سے چار بجے ملاقات کرے۔''

''شکریہ زاہد صاحب ہم آپ کے بھی شکر گزار رہیں گے۔''

''نہیں سر! ایسی کوئی بات نہیں۔ جب آئی جی صاحب نے اُن سے درخواست کی تھی تو انہوں نے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ چھٹی پر ہے کیونکہ ڈاکٹروں نے اسے بیڈ ریسٹ کرنے کو کہا ہے۔ ایسے میں وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔''

''اب کیا پروگرام ہے۔ کیا وہ کام کرے گا؟''

''لانا میرا فرض ہے باقی آپ سنبھال لیں اور اب اجازت دیجیے۔''

اتنا کہہ کر ایس پی صاحب اٹھ گئے۔

☆☆☆

اور۔۔۔پھر۔۔۔ٹھیک چار بجے لان میں اس کے انٹر کام کی گھنٹی بجی۔ پاشا خاں نے فون سنا اور حکم دیا کہ بڑا گیٹ کھول دو اور گاڑی کو سلیوٹ مار کر اندر آنے دو۔ اتنا کہ کر وہ اپنی سیٹ سے اٹھ گئے۔ پرائیویٹ گاڑی تھی جو بڑی روش پر آ رکی۔۔۔اور۔۔۔اس سے اترنے والا انسپکٹر خاں سادہ کپڑوں میں تھا۔ پاشا خاں آفریدی نے آگے بڑھ کر پُرتپاک استقبال کیا اور بولا!

''یار اتنے بڑے آدمی ہو۔ یہ پولیس ملامت کیوں کرتے ہو؟''

''شوق ہے سر اپنا اپنا۔''

''آؤ بیٹھو۔۔۔ہم آج تم سے برابری کی سطح پر ایک درخواست کرنے والے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ہم اس دن کے رویے پر معذرت خواہ ہیں۔ امید ہے درگزر کرو گے۔ دراصل اتنے بڑے آدمی ہو کر اس قدر چھوٹے سے عہدے پر کام کر رہے ہو گے، یقین نہیں آیا۔ بہر کیف کچھ مدد کر سکتے ہو؟''

''کیا مجرموں نے رابطہ کیا؟'' انسپکٹر خاں لان میں پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے لاپرواہی سے بولا۔

''رابطہ تو نہیں کیا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ کیا پیو گے؟''

''کچھ نہیں۔۔۔میں صرف ہالینڈ کے سگار پیتا ہوں اور وہ ساتھ لایا ہوں۔'' اتنا کہہ کر انسپکٹر خاں نے کوٹ کی جیب سے سگار نکالا اور لائٹر سے اُسے شعلہ دکھایا پھر ایک کش لے کر بولا۔

''ایس پی زاہد ملک کی ذاتی درخواست پر میں یہ کیس لے رہا ہوں۔۔۔اور۔۔۔اُن کے کہنے پر یہاں آیا ہوں۔ اس لیے جو بھی آپ سے سوال کروں، جواب درست دیجئے گا کیونکہ ان سوالوں کے جواب برائے راست آپ کے بیٹے کے اغوا سے ہیں۔''

''کہو، ہر ممکن جواب دیں گے۔''

''آپ کا بیٹا شوقین مزاج اور تماش بین ہے؟''

''شاید۔۔۔'' پاشا ناگوار انداز میں بولے۔ کیونکہ انسپکٹر

پاکستان کا طرزِ حکومت

مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ!

پاکستان کا طرزِ حکومت کیا ہوگا؟

پاکستان کے طرزِ حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔

مسلمانوں کا طرزِ حکومت آج سے چودہ سو سال قبل قرآن پاک نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔

الحمدللہ!

قرآن مجید ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے

اور

قیامت تک موجود رہے گا۔

(آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس منعقدہ 15 نومبر 1942)

مرسلہ: طارق محمود ارائیں

جنرل سیکریٹری، پنگریو ضلع بدین۔

خاں کا سوال نامعقول سا تھا۔

''شاید۔۔۔یا آپ یقین سے کہتے ہیں؟''

''ہمارا خیال ہے کہ ہر دولت مند انسان کا ہر بیٹا فضول خرچ اور تھوڑا بہت عیاش ہوتا ہے۔''

''دولت میرے باپ کے پاس بہت ہے۔ لیکن میں تعمیری کام کرتا ہوں۔''

''ایسا بہت کم آٹے میں نمک کے برابر ہوتا ہے، جیسا کہ تم ہو۔۔۔'' پاشا خاں مسکرایا۔

''جس دن آپ کے بیٹے کا اغوا ہوا اس کے ایک دن قبل آپ کے بیٹے نے ایک بھری پڑی سڑک سے رابعہ نامی لڑکی کو اٹھوایا اور اس کا ریپ کرنے کے بعد ایک ہسپتال کے سامنے لاوارثوں کی مانند ڈال دیا۔ رابعہ نے میرے تھانے میں رپٹ لکھوائی اور میں آپ کے بیٹے کو گرفتار

سب سے اچھی۔۔۔سب سے بُری

چیز

کسی زمانے میں حضرت لقمان ایک رئیس کے غلام تھے۔ایک دن رئیس نے انہیں حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس میں سے جو سب سے اچھی چیز ہو وہ پکا کر لے آؤ۔

وہ گئے، بکری ذبح کی اور اس کا دل اور زبان پکا کر لے آئے۔

دوسرے دن رئیس نے پھر حکم دیا کہ ایک بکری ذبح کرو اور اس میں جو سب سے بدترین چیز ہے وہ پکا کر لے آؤ۔

وہ گئے، بکری ذبح کی اور دل اور زبان ہی پکا کر لے آئے۔ یہ دیکھ کر رئیس نے تعجب سے پوچھا یہ کیا؟ میں نے بہترین چیز پکا کر لانے کو کہا تو آپ دل اور زبان لے آئے۔۔۔ اور آج جب میں نے کہا کہ بدترین چیز پکا کر لے آئیں تو پھر آپ دل اور زبان ہی پکا کر لائے۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی؟

حضرت لقمان نے فرمایا! جناب اگر یہ دونوں چیزیں صحیح ہوں تو بہترین چیزیں ہیں۔۔۔اور۔۔۔ اگر یہ دونوں چیزیں خراب ہوں تو پھر بدترین بھی یہی ہیں۔

رئیس ان کا جواب سُن کر بہت خوش ہوا۔

حُسنِ انتخاب: شاہد ندیم ارائیں

ڈپٹی جنرل سیکریٹری، انجمن ارائیاں سندھ، کراچی۔

کرنے والا تھا کہ اخبار پڑھ کر رک گیا۔ کیونکہ آپ کا بیٹا اغوا ہو چکا تھا اور تاوان میں آپ سے دس کروڑ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔''

''ایسا ہی ہوا۔'' پاشا خاں بولے۔

''اگر آپ کا بیٹا آپ تک پہنچ گیا تو اس ایف آئی آر کا کیا کریں گے جو میرے تھانے کے کاغذات پر موجود ہے۔ کیونکہ آپ کا بیٹا ایک مجرم ہے۔''

''جو تم کہو گے ہم کرنے کو تیار ہیں۔''

''گڈ۔۔۔ یہ ہوئی نا بات۔'' انسپکٹر خاں سرد انداز میں مسکرایا اور مزید بولا!

''اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے بیٹے کے دشمن کس قدر ہیں؟''

''ہم تمھارا سوال نہیں سمجھ سکے۔''

''جن لوگوں نے آپ کے بیٹے کو اغوا کیا ہے، آپ کے بیٹے نے اُن کا کوئی نقصان کیا ہوگا اور وہ اپنا نقصان پورا کرنے کے لیے اور آپ کی شخصیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہوں نے دس کروڑ کا تاوان مانگا۔''

''اتنا بڑا نقصان وہ کسی کا کیونکر کر سکتا ہے۔ اس کے باپ کے پاس دولت کی کیا کمی ہے۔''

''جیسا کہ نقصان اس نے رابعہ کی عزت لوٹ کر کیا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایسی کسی لڑکی نے یا عورت نے اُسے اغوا کروا لیا ہو۔ کیونکہ رابعہ بہت غریب لڑکی ہے۔ اس قدر ذرائع نہیں رکھتی، اگر رکھتی تو پولیس اسٹیشن نہ آتی۔''

''تمھارا مطلب کی کسی ایسی عورت نے اُسے اغوا کروایا ہے جس کی اُس نے عزت لوٹی ہوگی۔''

''امکان ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کے بیٹے کا کام یہی ہے۔''

''تو تم اس لائن پر سوچ رہے ہو۔''

''کیا یہ درست نہیں؟''

''شاید۔۔۔ درست ہو۔ لیکن ہم کو تو اپنا بیٹا چاہیے۔''

''چوبیس دنوں میں اُس نے چھ لڑکیوں کی عزت لوٹی اور شاید بہت اعداد و شمار بہت زیادہ ہوں۔ لیکن میرے علاقے کے علاوہ پانچ تھانوں میں اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہیں جو مکمل اور ادھوری ہیں لیکن اُن علاقوں کے افسران نے اآپ کے ڈر سے فائل دبا دیئے جو میں نے تلاش کر لیے۔ اب پتہ نہیں اور کس قدر لڑکیاں ہیں، جنہوں نے ڈر کر چُپ سادھ لی ہوگی۔۔۔ اور۔۔۔ اُن لڑکیوں میں سے کسی ایک نے آپ کے بیٹے کا اغوا کیا ہوگا یا آپ کے بیٹے کو مار کر کہیں دفن کر دیا ہے۔ اور۔۔۔ اگر زندہ ہے تو مجرموں کو آپ سے پھر رابطہ کرنا ہوگا۔۔۔ اور۔۔۔ جس دن انہوں نے رابطہ کر لیا تو چار گھنٹے کے اندر میں اُن تک پہنچ جاؤں گا۔ اگر رابطہ نہیں کرتے تو پھر آپ سے دو دن مانگ رہا ہوں۔ رزلٹ آپ کو دوں گا۔''

''ہو سکتا ہے مسٹر خاں کسی عادی مجرم نے یہ کام کیا ہو۔''

''میرے سامنے ریپ ہونے والی نمبر وَن وہ لڑکیاں ہیں۔ لہٰذا اجازت دیجیے۔ پھر ملاقت ہوگی۔۔۔ اور۔۔۔ بہت جلد ملاقات ہوگی۔''

''کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ دوسری ملاقات مفید ہوگی؟''

''آپ کا دوسرا بیٹا کیا کرتا ہے؟''

''شوگر ملز اس کے سپرد ہے۔''

اور۔۔۔ تب انسپکٹر خاں، پاشا خاں سے ہاتھ ملائے بغیر واپس ہو گیا۔ گاڑی میں بیٹھا اور گیٹ عبور کر گیا۔ پاشا خاں نے موبائل پر کسی کو مخاطب کیا اور بولا!

''وہ نکل گیا ہے۔ اپنے آدمی بھیجو اور اس کا ایک ایک منٹ خیال رکھو۔۔۔ اور۔۔۔ دیکھو وہ کیا کرتا ہے۔ رپورٹ دیتے رہو۔'' اتنا کہہ کر پاشا خاں نے موبائل بند کر دیا اور بڑبڑایا!

''انسپکٹر خاں ارب پتی کا بیٹا ہے۔ سات ہزار کی ملازمت کرتا ہے۔ شوقیہ اس پیشے میں آیا ہے لیکن کیوں؟ اس معمولی ملازمت کے پیچھے کیا کہانی ہے۔ مجرموں نے رابطہ کر لیا تو صرف دو گھنٹے میں مجرموں تک پہنچ جائے گا ورنہ دو دن میں رزلٹ دے گا۔ یہ سب کیا ہے، کہیں ایسا

تو نہیں کہ رابعہ کی رپورٹ پر اس الو کے پٹھے نے اُسے اغوا کر لیا ہو اور دس کروڑ خود ہڑپ کرنا چاہتا ہو۔ اس خیال کا آنا تھا کہ انہوں نے موبائل پر کوئی نمبر ملایا اور بولے!

''سنو! دیپالپور میں معلوم کرو کہ سب سے زیادہ زمین کس کے پاس ہے اور اس کا نام کیا ہے اور اس کے مکمل کوائف کل تک ہم کو معلوم ہو جانا چاہیے۔'' اتنا کہہ کر اس نے موبائل بند کر دیا۔ آٹھ دنوں سے وہ بہتر طور پر سو نہیں سکے تھے۔ اتنے بڑے انسان کا بیٹا اغوا ہو گیا اور مُلک کی تین خطرناک ایجنسیاں کچھ کر نہیں پائیں اور ایک معمولی انسپکٹر کہہ رہا ہے کہ دو گھنٹے یا پھر دو دن بعد رزلٹ دے گا۔ کیا چیز ہے۔ خدا کرے اُن کا بیٹا خیریت سے ہو۔ وہ بڑبڑائے۔

دوسری طرف انسپکٹر خاں شہزاد سے مخاطب تھا!

''تم نے کسی گاڑی کو نوٹ کیا جو پاشا خاں کے بنگلے سے میرے تعاقب میں ہے۔''

''یس سر۔ میری نگاہ اُس پر ہے کہ۔۔۔''

''کتنے آدمی ہیں؟''

''تین۔۔۔سر'' شہزاد کی آواز اُبھری۔

''خلاص۔۔۔'' اتنا کہہ کر انسپکٹر خاں نے موبائل بند کر دیا۔۔۔اور۔۔۔سیدھا پولیس اسٹیشن چلا آیا۔۔۔اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ سب انسپکٹر جمشید نے سلیوٹ مارا اور سامنے آ گیا۔

''جس دن راشد خاں کو اغوا کیا گیا، وہ جو ملازم ساتھ تھے تم نے اس سے کیا کہا تھا؟''

''میں نے کہا تھا کہ ہم لوگ پٹرولنگ پر ہیں۔''

''گڈ۔۔۔اس کیس کے بعد تم میری جگہ کام کر رہے ہو گے۔ یہ کہ تم سب انسپکٹر کی بجائے انسپکٹر کے عہدے پر کام کرو گے۔''

''یہ تو ایک خواب ہے سر۔''

''ہم پورا کریں گے۔''

''مجھے یقین ہے آپ جو کہتے ہیں، کر دیا کرتے ہیں۔''

''ہمارا واسطہ بڑے خطرناک انسان سے پڑا ہے۔ جو ہم سے زیادہ ذرائع اور طاقت رکھتا ہے۔ پرسوں ہم راشد خاں کو برآمد کریں گے۔''

''پلان کیا ہے سر۔۔۔؟''

''پھر کبھی ۔۔۔۔ جس قدر کم جانو، تمھارے لیے بہتر ہے۔''

''یس سر۔۔۔'' جمشید خوش ہو کر بولا۔ کیونکہ وہ عنقریب اپنا خواب پورا کرنے والا تھا۔ جو عرصہ چھ سات سال سے دیکھتا آ رہا تھا۔ وہ سلیوٹ مار کر لوٹ گیا۔

پھر آدھے گھنٹے بعد انسپکٹر خاں نے شہزاد کا فون ریسیو کیا!

''سر! سب خلاص۔''

''ٹھیک ہے ہم سے بہت دور رہو۔ پرسوں راشد خاں آفریدی کو ہم نے بازیاب کرنا ہے۔''

''یس سر۔''

''انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ سامنے مت آئیں۔ یہ پاشا خاں آفریدی ضرورت سے زیادہ پر پُرزے نکال رہا ہے اور ہوشیار بھی بہت ہے۔ بیوروکریٹس ہے اور ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ بڑے عہدے دار اس سے دبتے کیوں ہیں۔ لگے ہاتھوں اس کا بھی پوسٹ مارٹم کر ڈالو۔۔۔اور۔۔۔ اہم معلومات حاصل کرو۔''

''یس سر۔۔۔''

اور پھر فون بند ہو گیا۔

دوسری طرف پاشا خاں آفریدی جیسے پاگل ہو گیا ہو۔ اس کے تین خاص آدمی ضائع ہو گئے تھے۔ سڑک پر گاڑی رُکوا کر ان پر حملہ ہوا تھا۔ دو آدمی تھے جنہوں نے برسٹ مار کر تینوں کو مار ڈالا تھا اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئے تھے۔

پاشا خاں آفریدی کو جب اطلاع ملی تو جیسے سکتہ آ گیا ہو۔ اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔ کیونکہ یہ وہی تین آدمی تھے جو انسپکٹر خان کو واچ کر رہے تھے۔ عینی گواہوں کا بیان تھا کہ دو نوجوان تھے جو موٹر سائیکل پر سوار تھے۔۔۔ اور بڑے اطمینان سے اپنی کاروائی کرنے کے بعد پلٹے تھے۔ پاشا خاں آفریدی اپنے آدمیوں پر چڑھ دوڑا تھا!

''پتہ کرو۔۔۔ یہ سب کیسے ہوا۔ وہ دونوں کون تھے۔ کیونکہ وہ دونوں انسپکٹر خاں کو واچ کر رہے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ انسپکٹر خاں نے ہی یہ کاروائی کروا ڈالی ہو۔''

''اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہاں سے نکلنے کے پندرہ منٹ بعد ہی برسٹ مار کر سب کو ہلاک کر ڈالا۔ وہ تو ابھی خود پولیس اسٹیشن تک نہیں پہنچا ہوگا۔ پھر اتنا بڑا اقدم کیسے اٹھا سکتا ہے۔''

پاشا خاں اپنے آدمی کو گھور کر بولا۔

(--- جاری ہے ---)

اشفاق احمد

ہمارے پاس چاہے کتنی ہی اچھی استری کیوں نہ ہو، جب تک ہم اس کے پلگ کو بجلی سے ''کنیکٹ'' نہیں کریں گے۔ وہ گرم ہو کر کپڑے کی سلوٹیں نہیں نکالیں گی۔۔۔اور

جب تک ہم

خدا کی ذات سے رابطہ اور تعلق استوار نہیں کریں گے زندگی کی سلوٹیں بھی دور نہیں ہوں گی۔

حُسنِ انتخاب:
افضل علی ارائیں، صدر، تعلقہ سکرنڈ ضلع نواب شاہ۔

انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی صوبہ سندھ (رجسٹرڈ)۔

M-3، میزنائن فلور، فلک ناز ویو، بالمقابل جناح ٹرمینل، مین شاہراہِ فیصل، کراچی۔ 021-34571180, 021-34595065

Web: www.arain.com.pk Email: anjuman-e-araian@arain.co m.pk

اپیل برائے زکوٰۃ، عطیات

انجمن ارائیاں ہر سال ارائیں برادری کے تعاون سے برادری کے غریب اور ضرورت مند افراد کی مدد کرتی ہے۔ غریب طلباء، بیوگان، یتیم ہو یا کوئی اور ضرورت مند، انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی صوبہ سندھ، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ سب کے تعاون سے ان کی مدد کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے حقدار مریضوں کے علاج اور چھوٹے کاروبار کے لیے بھی زکوٰۃ کے مستحقین کی مدد کی جاتی ہے۔

معزز محترم اراکین! آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ اپنے مجبور ونادار بہنوں اور بھائیوں کی مدد کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا حصہ انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی صوبہ سندھ کو ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی امانت اس کے حقداروں تک شفاف طریقہ کار کے ذریعے پہنچائی جائے گی۔ زکوٰۃ کے علاوہ خیرات، صدقات وہدیہ بھی انجمن ارائیاں کو ارسال کریں۔ زکوٰۃ، خیرات، صدقات وہدیہ کے چیک انجمن ارائیاں کے نام مندرجہ بالا پتے پر ارسال کریں یا انجمن ارائیاں کے دفتر فون کریں۔ ہمارا نمائندہ خود آپ سے وصول کرے گا۔

زکوٰۃ کی رقم براہِ راست انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی صوبہ سندھ کے بنک اکاؤنٹ میں بھیجنے کے لیے:

مسلم کمرشل بنک۔ گلستانِ جوہر برانچ، کراچی۔
14110 101000953-2

میزان بنک لمیٹڈ۔ ملیر ہالٹ برانچ، کراچی۔
01300100026904

معزز ومحترم اراکین! برادری کے افراد اپنے مسائل اور برادری کی فلاح وبہبود سے متعلق امور کے لیے انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی سندھ کے دفتر سے رابطہ کرتے ہیں۔ صوبائی دفتر کے لیے آفس سیکریٹری، کمپیوٹر آپریٹر اور دفتری (Office Attendent) کی تنخواہ اور بجلی، گیس اور ٹیلیفون کے بل وغیرہ کے اخراجات ارائیں برادری کے صاحبِ حیثیت اور مخیّر حضرات کی طرف سے رضا کارانہ طور پر ماہوار ادا کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں برادری کے مخیّر اور صاحب حیثیت افراد سے گزارش ہے کہ نہ صرف متذکرہ اخراجات کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق اپنا حصہ شامل کریں بلکہ مستقبل کے طویل المعیاد منصوبہ جات کی بروقت اور احسن طریقے سے تکمیل کے لیے بھی عطیات دیں۔ جنرل فنڈ کے چیک انجمن ارائیاں پاکستان کے نام مندرجہ بالا پتے پر ارسال کریں یا انجمن ارائیاں کے دفتر فون کریں۔ ہمارا نمائندہ خود آپ سے وصول کرے گا۔

ہدیہ عطیات (جنرل فنڈ) کی رقم براہِ راست انجمن ارائیاں پاکستان، کراچی صوبہ سندھ کے اکاؤنٹ میں بھیجنے کے لیے:

مسلم کمرشل بنک۔ گلستانِ جوہر برانچ، کراچی۔
14110 101000952-4

میزان بنک لمیٹڈ۔ ملیر ہالٹ برانچ، کراچی۔
01300100026900

(ریاض احمد ارائیں)
فنانس سیکریٹری
0333-2227320

(شاہد ندیم ارائیں)
ڈپٹی جنرل سیکریٹری
0300-9240087

(نصیر احمد ارائیں)
جنرل سیکریٹری
0300-2662330

ارائیں میرج بیورو

معاشرتی مسائل میں سب سے گھمبیر مسئلہ رشتوں کا نہ ملنا ہے۔

والدین بچوں اور بچیوں کے لیے مناسب رشتوں کی تلاش میں کافی پریشان ہیں۔

اس کی ایک وجہ خوب سے خوب تر کی تلاش بھی ہے جس میں والدین وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

جس کی بناء پر بچوں کی عمریں زیادہ ہو جاتی ہیں اور مسائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

والدین کی اسی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پیشہ ور حضرات انہیں بُری طرح لوٗٹ رہے ہیں۔

ان مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے،

''انجمن ارائیاں پاکستان صوبہ سندھ'' کے زیرِ انتظام ''ارائیں میرج بیورو'' قائم کیا ہوا ہے

جو کہ بلا معاوضہ ارائیں برادری کے بچوں اور بچیوں کے رشتوں کے حصول کے لیے

خلوصِ دل سے خدمات انجام دے رہا ہے۔

رشتے ناطوں کے حوالے سے تمام معاملات میں رازداری کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

ارائیں برادی کے تمام افراد

اپنے بچوں اور بچیوں کے رشتوں کے حصول کے لیے اعتماد کے ساتھ رابطہ کریں۔

برائے رابطہ:

عبدالمجیب ارائیں
ممبر ایگزیکٹو کونسل وانچارج میرج بیورو
0300-9200058

میاں نثار احمد ارائیں
ممبر میرج بیورو
0323-2116505

انجمن ارائیاں پاکستان، صوبہ سندھ۔

021-34595065, 021-34571180

اوقات دفتر: روزانہ سہ پہر 4:00 بجے تا رات 8:00 بجے

اتوار، صبح 10:00 بجے تا سہ پہر 3:00

جمعۃ المبارک کو دفتر بند ہوتا ہے۔

آپ کی طرف سے بھیجی گئی خوبصورت تحریروں سے آراستہ

گلدستہ

ترتیب وتدوین:
اعجاز احمد ارائیں

موت کا وقت

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ایک آدمی لرزاں وترساں حاضر ہوا۔ مارے ہیبت کے اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ چہرہ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح سفید ہو گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو پوچھا!

''اے خدا کے بندے! کیا بات ہے؟ تو اتنا گھبرایا ہوا اور مضطرب کیوں ہے؟''

اس نے عرض کیا کہ!

''یا حضرتؑ مجھے عزرائیلؑ نظر آیا، اس نے مجھ پر ایسی غضب آلود نظر ڈالی کہ میرے ہوش وحواس گم ہو گئے۔ رواں رواں تھرا گیا۔ اب بار بار عزرائیلؑ کی وہ صورت آنکھوں کے سامنے آتی ہے۔ اس لیے مجھے کسی گھڑی بھی چین نہیں آ رہا۔''

اس نے التجا کی کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے یہاں سے ہزاروں میل دور مُلک ہندوستان چھوڑ آئے۔ ممکن ہے کہ اس تدبیر سے میرا خوف کچھ کم ہو جائے۔

حضرت سلیمانؑ نے اسی وقت ہوا کو حکم دیا کہ اس شخص کو فوراً ہندوستان کی سرزمین میں پہنچا دے۔ جونہی اس شخص نے قدم زمین پر رکھا وہاں ''عزرائیلؑ'' کو منتظر پایا۔''

آپؑ نے اللہ کے حکم سے اس کی روح قبض کر لی۔

دوسرے دن حضرت سلیمانؑ نے بوقتِ ملاقات حضرت عزرائیلؑ سے دریافت کیا!

''آپ نے ایک آدمی کو اس طرح غور سے کیوں دیکھا تھا؟ کیا تمھارا ارادہ اس کی روح قبض کرنے کا تھا یا پھر اس بیچارے کو غریب الوطنی میں لاوارث کرنا تھا۔''

عزرائیلؑ نے جواب دیا کہ!

''میں نے جب اس شخص کو یہاں دیکھا تو حیران ہوا کیونکہ اس شخص کی روح مجھے ہندوستان میں قبض کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ شخص ہزاروں میل دور یہاں موجود تھا۔ حکمِ الٰہی سے میں ہندوستان پہنچا تو میں نے اس کو وہاں موجود پایا اور پھر اس کی روح قبض کی۔''

درسِ حیات:

انسان لاکھ تدبیر کرے۔ تقدیر اسے وہیں لے جاتی ہے، جہاں اس کا نصیب ہو اور وہ خود تقدیر کے عزائم پورے کرنے کے لیے اسباب فراہم کرتا ہے۔

حُسنِ انتخاب:

لیاقت علی ارائیں

ممبر ایگزیکٹو، انجمن ارائیاں سندھ، کراچی۔

☆☆☆

کر بھلا ہو بھلا

بہت عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اونٹوں کے قافلے والوں کے ہمراہ اپنے بوڑھے والد کو ساتھ لیے حج کے لیے روانہ ہوا۔

جب وہ عفیف کے علاقے سے گزر رہے تھے تو اس کے والد کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ کو فوراً اونٹ سے نیچے اتارا۔ باپ قضائے حاجت کے لیے گیا اور بیٹے سے کہا کہ وہ قافلے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے۔ میں پیچھے سے قافلے کے ساتھ مل جاؤں گا۔

تھوڑی دیر بعد بیٹے نے دیکھا کہ قافلہ آگے نکل گیا ہے اور والد صاحب کا کوئی پتا نہیں۔ تو بیٹا دوڑا دوڑا واپس آیا اور بوڑھے باپ کو کندھے پر اٹھا لیا۔ تاکہ جلدی سے قافلے کے ساتھ جا ملے۔ دوڑتے دوڑتے بیٹے نے محسوس کیا کہ اسکے چہرے پر پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔۔۔اور۔۔۔جب اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ والد صاحب کے آنسوؤں کے قطرے ہیں۔

اُس نے کہا! ''اللہ کی قسم آپ تو میرے لیے ایک ریشے سے بھی زیادہ ہلکے ہیں۔

باپ نے کہا!

''میں اس بات کے لیے نہیں روتا ہوں۔ بلکہ اس لیے میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہ!

اللہ رب العزت کی قسم، اسی جگہ میں بھی اپنے والد محترم کو کندھوں پر اٹھایا تھا۔''

مرسلہ:

ذوالفقار علی ارائیں، صدر، ضلع نواب شاہ۔

☆☆☆

فیصلہ

ایک تعلق توڑنے کا فیصلہ کرنا پڑا کام ناممکن تھا لیکن حوصلہ کرنا پڑا
ہجر کے دکھ میں اسے بھی مبتلا کرنا پڑا
اپنے ہاتھوں اپنی ہستی کو فنا کرنا پڑا
جس کو پانے کے لیے سجدے کیے تھے عمر بھر
آج ایک پل میں اسے خود سے جدا کرنا پڑا
اس نے جب میری محبت کو بکاؤ کہہ دیا
پھر مجھے اپنی انا سے رابطہ کرنا پڑا
عمر گذری تھی ہماری اس کی محفل میں مگر
آج تنہائی سے خود کو آشنا کرنا پڑا

حُسنِ انتخاب:

محمد شبیر ارائیں، شانتی نگر، سعید آباد، کراچی۔

مُسکراہٹیں......!

ایک بھکاری کو 100 روپے ملے۔ وہ ایک مشہور ہوٹل میں گیا۔ وہاں پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو 1500 روپے کا بل بنا۔

بھکاری نے منیجر سے کہا: میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ منیجر نے اسے پولیس کے حوالے کر دیا۔

اُس نے پولیس والے کو 100 روپے دیے اور چھوٹ گیا۔

☆

سردار جی میوزیم گئے۔ وہاں اُن سے ایک کپ ٹوٹ گیا۔

آفیسر: تم نے 5000 سال پرانا کپ توڑ دیا ہے۔

سردار جی (ہنستے ہوئے) شکر ہے۔ میں سمجھا شاید نیا تھا۔

☆

ایک آدمی کی کار سے ایک طوطا ٹکرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔!

آدمی نے اسے اٹھایا اور گھر لا کر پنجرے میں بند کر دیا۔

طوطا ہوش میں آیا تو خود کو پنجرے میں بند دیکھ کر بولا!

''ہائے اللہ! مجھے جیل ہو گئی۔ شاید کار والا مر گیا ہو گا۔

☆

بنک میں ڈکیتی ہو رہی تھی۔ ڈاکو ایک آدمی کے پاس آیا اور بولا!'' کیا تم نے مجھے ڈاکا ڈالتے ہوئے دیکھا ہے؟

آدمی: ہاں میں نے دیکھا ہے۔

ڈاکو نے اسے گولی مار دی۔

پھر دوسرے آدمی کے پاس آیا اور پوچھا!

''کیا تم نے مجھے ڈاکا ڈالتے دیکھا ہے؟''

وہ آدمی بولا!

''نہیں، میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ لیکن وہ سامنے میری بیوی کھڑی ہے۔ اُس نے دیکھا ہے۔''

☆☆☆

مرسلہ: محمد عدیل ارائیں، ماتلی ضلع بدین۔

میری پسند

آپ کی پسندیدہ شاعری سے ترتیب دیا گیا سلسلہ

وہ جذبوں کی تجارت تھی یہ دل کچھ اور سمجھا تھا
اسے ہنسنے کی عادت تھی یہ دل کچھ اور سمجھا تھا

پسند: علی رضا ارائیں، اوکاڑہ

☆

جس دل میں بسا تھا نام تیرا وہ دل ہی ہم توڑ دیا
نہ ہونے دیا بدنام تجھے تیرا نام ہی لینا چھوڑ دیا

پسند: انیلا آصف ارائیں، نوری آباد، کراچی

☆

ذرا سی رنجش پر لوگ چھوڑ دیتے ہیں دامن
عمر بیت جاتی ہے دل کے رشتے بنانے میں

پسند: محمد آصف ارائیں، مانانوالا ضلع شیخوپورہ۔

☆

بے درد سہی وہ میرا ہمراز تو ہے
وہ آئے نہ آئے شدت سے مجھے انتظار تو ہے
ابھی نہیں تو کیا مل ہی جائے گا کبھی
میرے دل میں اس سے ملنے کی آس تو ہے
پیار کی گواہی میرے آنسوؤں سے نہ مانگ
برستی نہیں آنکھیں مگر دل اداس تو ہے

پسند: ثمرین ارائیں، کراچی

☆

چاہت تو آج بھی تھی اُن کے لیے
پر قسمت کے ہاتھوں مجبور ہو گئے
دیکھی جو اُن میں اپنے لیے بے رُخی
ہم اُن کی خوشی کے لیے ان سے دور ہو گئے

پسند: چودھری ظہیر الدین رامے ارائیں، پتوکی ضلع قصور

☆

کوئی امید نہ تھی ہمیں اُن سے محبت کی
صرف ایک ضد تھی دل ٹوٹے تو ان کے ہاتھ سے ٹوٹے

پسند: عتیق ارائیں، میر پور خاص

☆

دسمبر جا رہا ہے

دسمبر جا رہا ہے
نئے سندیسے دے رہا ہے
بہت سے وعدوں کے
ٹوٹ جانے کے
کچھ نئے رشتوں کی
چاہت میں لپٹی بارشوں کی
لیکن۔۔۔!
دہلیز پر سوالی بنا
پھر نیا سال آ موجود ہے
کسی قرض خواہ کی طرح
تقاضے کی چادر اوڑھے
لیکن۔۔۔!
میرے ہاتھ پھر خالی ہیں۔

حُسنِ انتخاب: تنویر احمد ارائیں، رحمٰن کالونی، کراچی۔

☆

بس اتنا یاد ہے......!

دعا تو جانے کون سی تھی
ذہن میں نہیں
بس اتنا یاد ہے۔۔۔!
کہ
دو ہتھیلیاں ملی ہوئی تھیں
جن میں سے
ایک میری تھی
اور
ایک تمھاری۔۔۔!

انتخاب: جتا ارائیں، میر پور خاص

☆☆☆

گوشۂ خواتین

حضرت امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا

(آخری حصہ)

حُسنِ انتخاب: غزالہ ریاض ارائیں

حضرت امیمہ قریش کفار مکہ اور اپنے سسر دونوں جانب سے مشقتیں برداشت کرنے میں اپنے شوہر کی شریک و ہمنوا ہو گئیں اور قربانیاں دینے میں عذاب و تکلیف اٹھانے میں راحت محسوس کرنے لگیں اور ایمان کا توشہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، اس کے ساتھ باعزت و فائق ہو گئیں۔

ان کے شوہر خالد اپنے والد سے بچتے ہوئے مکہ کے اطراف میں جا چھپے تھے اور جس وقت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت خالدؓ اور ان کی رفیقہ حیات وایمان اول، اول ہجرت کرنے والوں میں تھے اور حضرت امیمہؓ نے خالد کی اولاد سعید بن خالد کو جنا پھر خالد کی بیٹی کا جنا جو امِ خالد بنت خالد کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ ان دونوں بچوں کی بھی زمانہ نبوت کی تاریخ میں بڑی شان ہے۔

حضرت امیمہ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی زمین میں تقریباً دس سال ٹھہری رہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف اپنا سفیر عمرو بن لیۃ الضمری کو بھیجا تو اس نے ان کو دو کشتیوں میں سوار کرا دیا اور اس طرح عمرو بن امیہ ان کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی فتح سے فارغ ہو چکے ہیں اور یہ ملاقات نیک بخت تھی۔ نبی ﷺ کے درمیان اور ان مومنین کے درمیان جن کی غائبی اور جدائی بہت طویل ہو گئی تھی اور ان کا شوق واضطراب نبی ﷺ کی زیارت کو عروج پر پہنچ گیا تھا۔ پھر حضرت امیمہؓ مدینہ میں ٹھہر کر اسلامی احکامات کی اتباع کرنے لگیں اور رسول اللہ ﷺ فرما گئے۔ اس حالت میں کہ آپ ﷺ حضرت امیمہؓ اور ان کے شوہر، دونوں سے راضی تھے۔ ان کے شوہر کو نبی ﷺ نے یمن کا گورنر بھی بنایا تھا۔

جب مسلمان روم سے جنگ کے لیے شام کی طرف چلے تو حضرت خالد نے بھی اپنی رفیقہ حیات حضرت امیمہؓ کو الوداع کہا اور مسلمانوں کی صفوں میں مل گئے۔

ملک شام میں صفر کی چراگاہ میں شہید ہوئے اور اللہ پاک کی رضا کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ ان کے بلند مرتبے کی خبر ان کی رفیقہ حیات حضرت امیمہ کو پہنچی تو صبر کیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھی۔ خصوصاً جب ان کی کرامت کو سنا جو شہادت کے بعد رونما ہوئی۔ وہ یہ کہ جب حضرت خالد شہید ہو گئے تو ان کے قاتل نے بعد میں اسلام لے آئے اور کہا یہ شخص کون ہے؟ بے شک میں نے اس کے لیے نور دیکھا جو آسمان کی طرف چمک اور بڑھ رہا ہے۔

اللہ پاک حضرت امیمہ سے راضی ہو اور ان کو راضی کرے اور جنت میں ان کو ان لوگوں کے ساتھ ٹھکانے بخشے جو کامیاب وکامران ہو گئے۔

☆☆☆

عزتِ نفس

مرسلہ: کوثر منیر ارائیں، منظور کالونی، کراچی

بیٹے کے لیے بہو ڈھونڈنے کی آڑ میں گھر گھر جا پر وٹو کول لینا، دعوتیں اڑانا اور پھر آخر میں دوسروں کی بیٹی میں کوئی نہ کوئی عیب نکال کر منظر سے غائب ہو جانا عجیب رسم بن گئی ہے۔۔۔ زمانہء جاہلیت واپس آ گیا ہے۔ لوگ بس۔۔۔! دوسروں کی بیٹیوں کی عزتِ نفس مجروع کر کر کے سکون میں رہتے ہیں۔

چاہے اپنے بیٹے میں دُنیا جہاں کے عیب ہوں۔

☆☆☆

ماں کا رُتبہ

مرسلہ: آمنہ اعجاز ارائیں، کراچی۔

ماں۔۔۔ ایک ایسا ہیرا ہے جو کبھی خریدنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

ماں۔۔۔ کا غصہ وقتی ہوتا ہے جو فوراً ضائع ہو جاتا ہے۔

ماں۔۔۔ کی طرف پیار سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

ماں۔۔۔ ایسی ہستی ہے جو ایک بار کھونے سے دوبارہ حاصل نہیں ہوتی۔

ماں۔۔۔ کی عزت کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

ماں۔۔۔ کی ممتا ایک لافانی جذبہ ہے۔

☆☆☆

سردیوں میں چہرے کی خوبصورتی کے لیے

موسمِ سرما میں جہاں جلد کو خشکی کا سامنا ہوتا ہے۔ وہیں صحت میں بھی فرق پڑتا ہے۔ چہرہ بے رونق سا دکھائی دیتا ہے۔

اگر موسمِ سرما میں روزانہ ایک گلاس دودھ میں دو سے تین چمچ شہد ڈال کر پی لیا جائے تو صحت کے ساتھ ساتھ چہرے کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

☆☆☆

عورت

بیوقوف عورت اپنے شوہر کا غلام بناتی ہے

اور

خود غلام کی بیوی بن کر رہتی ہے۔

عقلمند عورت اپنے شوہر کو بادشاہ بناتی ہے

اور

خود اُس کی ملکہ بن کر رہتی ہے۔

دم پُخت مچھلی

ضروری اشیاء:

پیاز۔۔۔۔۔۔ایک پاؤ
رہو مچھلی۔۔۔۔۔۔ایک کلو
لہسن پیسٹ۔۔۔4 چائے کا چمچ
ہلدی (پسی ہوئی)۔۔۔آدھا چائے کا چمچ
سرخ مرچ (پسی ہوئی)۔۔۔۔2 چائے کے چمچ
گرم مسالہ (پسا ہوا)۔۔۔۔ایک چائے کا چمچ
سفید زیرہ (پسا ہوا)۔۔۔۔ایک چائے کا چمچ
میتھی کے بیج۔۔۔آدھا چائے کا چمچ
کوکنگ آئل۔۔۔حسبِ ضرورت
نمک۔۔۔حسبِ ضرورت

ترکیب:

پیاز باریک کاٹ لیں۔کسی بڑی دیگچی میں کوکنگ آئل ڈال کر گرم کریں اور اس میں پیاز فرائی کر لیں۔پیاز براؤن ہو جائے تو اسے نکال کر الگ رکھ دیں۔باقی بچی پیاز کو دہی میں ملا کر اسے بلینڈر کے ذریعے پیس لیں۔ساتھ ہی اس میں نمک، پسی سرخ مرچ، گرم مسالہ، اور زیرہ ڈال کر پیسٹ بنا لیں۔اب مچھلی کو اچھی طرح صاف کر کے جو پیسٹ بنایا ہے، اس میں ملا دیں۔جب مچھلی پر دہی اور مسالے کا پیسٹ اچھی طرح لگ جائے تو مچھلی کو دو اڑھائی گھنٹے کے لیے رکھ دیں۔جس تیل میں پیاز فرائی کیا تھا۔اسی تیل میں میتھی کے بیج، ہلدی اور لہسن ڈال کر بھونیں۔اس کے بعد مچھلی کے قتلوں کو اس میں شامل کر دیں اور دھیمی آنچ پر مچھلی کو پکنے کے لیے ڈھانپ کر رکھ دیں۔تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مچھلی تیار ہو جائے گی۔ایک ڈش میں نکال لیں۔گرم گرم نان کے ساتھ کھائیں۔

چھوہاروں کا حلوہ

ضروری اشیاء:

چھوہارے۔۔۔آدھا کلو
دودھ۔۔۔ایک کلو
کیوڑا۔۔۔چند قطرے
سبز الائچی۔۔۔5 عدد
چینی۔۔۔ایک پاؤ

ترکیب:

چھوہاروں کو اچھی طرح دھو لیں اور چھری سے کاٹ کر ان کی گھٹلیاں نکال دیں۔پھر ان کو ایک گھنٹے کے لیے دودھ میں بھگو دیں۔پھر اسی دودھ میں ان کو پکا لیں اور دودھ خشک کر لیں۔ٹھنڈا کر چھوہاروں کو پیس لیں۔

اب ایک کڑاہی میں گھی گرم کریں اور اس میں الائچی صال کر کڑکڑائیں۔پھر چھوہاروں کو اس میں ڈال کر ہلکی آنچ پر بھون لیں۔جب بھن جائے تو اس میں چینی ڈال دیں۔چینی کا پانی خشک ہو جائے تو کیوڑا چھڑک کر اتار لیں۔

نہایت لذیذ چھوہاروں کا حلوہ تیار ہے۔
بادام، پستے اور چاندی کے ورق سے گارنش کر کے پیش کریں۔

حمد باری تعالیٰ

ہر دم شکر کرو تم رب کا
جو ہے پالنے والا سب کا
کُل خلقت کا خالق ہے وہ
مالک ہے وہ رازق ہے وہ
دو عالم میں راج اُسی کا
تخت اُسی کا تاج اُسی کا
دن ہے اُس کا رات ہے اُس کی
سب سے اونچی ذات ہے اُس کی
ہر شے اُس کی آنی جانی
اُس کے سوا ہر شے فانی
اُس کا یہ احسان ہے کیا کم
پاک نبی ﷺ کی امت ہیں ہم
پاک نبی نے ہم کو بتایا
ہر شے کو ہے رب نے بنایا

(ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی)

دُکھ

اللہ تعالیٰ جس کو اپنا آپ یاد دلانا چاہتا ہے اُسے دُکھ کا الیکٹرک شاک دے کر اپنی جانب متوجہ کر لیتا ہے۔ دُکھ کی بھٹی سے نکل کر انسان دوسروں کے لیے نرم پڑ جاتا ہے۔ پھر اُس کے نیک اعمال خود بخود اور بخوشی سرسبز ہونے لگتے ہیں۔

دُکھ تو روحانی کی سیڑھی ہے۔ اس پر صابر و شاکر ہی چڑھ سکتے ہیں۔ (بانو قدسیہ کی ''دست بستہ'' سے انتخاب)

(حسنِ انتخاب: جواد ریاض ارائیں، کراچی۔)

سمجھدار ھاتھی

تحریم افضل۔۔۔لاہور

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں بہت سے ہاتھی رہتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے، نہاتے، گاتے اور خوب موج مستی کرتے مگر اُن میں ایک ہاتھی ایسا تھا جو سب سے الگ تھلگ رہتا۔ وہ تھا بہت پیارا اور سمجھدار۔

ایک بار ایک شکاری ہاتھیوں کا شکار کرنے اُن کے جنگل میں آیا اور اس نے بہت سے ہاتھیوں کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ مگر وہ پیارا اور سمجھدار ہاتھی اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ جب اس نے ہاتھیوں کے بھاگنے کی آواز سنی اس نے اپنی کھڑکی سے دیکھا کہ ایک شکاری اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھیوں کو اپنے قبضے میں کر کے لے جا رہا ہے۔ اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ وہ گھر سے باہر آیا اور سب ساتھیوں کو اپنی زبان میں کہا۔۔۔!

''سنو! تم لوگوں کے قریب جو دریا ہے۔ اُس میں سے اپنی سونڈھ میں پانی بھر کر ان پر ڈالو۔ ہاتھیوں نے ایسا ہی کیا۔''

پھر شکاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان ہاتھیوں کو ٹرک میں لے جاؤ، جو جنگل سے باہر کھڑا ہے۔ اس پیارے اور سمجھدار ہاتھی نے اپنے دوست چوہوں کو آواز لگائی تو اس کے دوست چوہے وہاں پہنچے اور انہوں نے جا کر رسیاں کھول دیں۔ مگر شکاری نے دوبارہ رسیاں بندھوا دیں۔

اچانک سمجھدار ہاتھی کے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی اور اس نے اُڑتے ہوئے ایک کوے سے کہا کہ وہ دوسرے کوؤں کو بھی لا کر شکاری اور اس کے ساتھیوں پر پتھر برسائے۔

کوؤں نے ایسا ہی کیا۔ وہاں موجود لوگ پتھر کھا کھا کر زخمی ہو گئے۔ اس مشکل کا وہ مقابلہ نہ کر سکے اور ڈر کر بھاگ گئے۔

سب ہاتھیوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔ سب ہاتھیوں نے مشورہ کیا کہ اس تنہا ہاتھی کو بھی ساتھ رکھیں گے کیونکہ اُس نے سب کی بہت مدد کی تھی۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

چڑیا

اے بھیا مجھ کو سمجھا ہے بے کار
اُڑتی پھرتی ہوں میں ہزار بار
دانہ دُنکا جو کچھ بھی پاتی ہوں
اپنی محنت کا ہی پھل کھاتی ہوں
میرے پاس نہیں ہے کوئی گودام
کہ بھر لوں اپنے لیے بادام
پھر بھی چھوڑا نہیں کبھی رب نے بھوکا
پتھر کے کیڑے کو بھی اُس سے امید
تمھاری مایوسی کیوں ہے اتنی شدید
بیٹھے بیٹھے جو تم رویا کرتے ہو
بے کار اپنا وقت کھویا کرتے ہو

مُسکرائیے۔۔۔!

(مرسلہ: اریبہ سرور ارائیں، گولڈن ٹاؤن، کراچی)

ٹیچر: 2 میں سے 2 نکلے تو باقی کیا بچا؟

سردار اسٹوڈنٹ: مجھے سوال سمجھ نہیں آیا۔

ٹیچر: تمھارے پاس دو روٹیاں تھیں۔تم نے اُن کو کھالیا تو باقی کیا بچا؟

سردار اسٹوڈنٹ: سالن۔۔۔

☆

کلاس میں لڑکوں کی شرارتوں سے تنگ استاد نے انہیں سیدھا لیٹ کر ٹانگیں چلانے کے لیے کہا۔

ایک لڑکا تھوڑی دیر چلانے کے بعد رُک گیا۔

استاد نے ڈانٹا تو اُس نے کہا! سر میری چین اُتر گئی ہے۔

☆

ایک فقیر: بیگم صاحبہ آپ کے پاس ایک بھوکے کے لیے کھانا ہے؟

بیگم صاحبہ: ہاں۔۔۔۔لیکن وہ بھوکا ابھی دفتر سے نہیں آیا۔

☆

تین سردار موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔ٹریفک پولیس والے نے رُکنے کا اشارہ کیا۔

اُدھر سے سردار نے بھی ہاتھ ہلا کر جواب دیا!

ناں باؤ جی۔۔۔جگہ نہیں ہے۔ہم تو پہلے ہی تین ہیں۔

☆

ڈاکٹر مریض کے معائنے کے لیے اُس کے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بچوں کے شور وغُل کی وجہ سے کمرے میں خوب ہنگامہ ہو رہا ہے۔

یہ صورت حال دیکھ کر ڈاکٹر نے مریض سے کہا!

''محترم آپ کو مکمل آرام کی ضرورت ہے۔میرا مشورہ ہے کہ آپ کل سے دفتر جانا شروع کردیں۔''

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

محمد مبشر ارائیں، اتحاد ٹاؤن، کراچی

محمد بلال ارائیں، گرین ٹاؤن، کراچی

ماہم افضل ارائیں، سکرنڈ

اُمِ حبیبہ، چک نمبر: 6 ضلع ننکانہ صاحب

محمد عادل ارائیں، عنایت علی ارائیں، اتحاد ٹاؤن، کراچی

فاطمہ زہرا، فضا زہرا۔محمود آباد، کراچی

انجمن ارائیاں سعید آباد کراچی کے عہدیداران کے ہمراہ ''اتحاد ٹاؤن'' کی ارائیں برادری سے ملاقات

کراچی (خصوصی رپورٹ: بزم ارائیاں) شہرِ قائد کی روشنیوں سے دور دراز کا علاقہ ''اتحاد ٹاؤن'' سعید آباد بلدیہ ٹاؤن سے متصل ہے۔ اس علاقے میں ارائیں برادری کے کافی گھر آباد ہیں۔ جو کہ آپس میں رابطے کے فقدان کے باعث انجمن ارائیاں سے متعارف نہیں تھے۔

حلقہ سعید آباد کے محنتی اور مخلص کارکن جناب شبیر احمد ارائیں نے کافی بھاگ دوڑ اور متعلقہ معززین سے مسلسل رابطہ کر کے حلقہ سعید آباد کے جنرل سیکریٹری جناب رضوان شاہد ارائیں کی مشاورت سے ''اتحاد ٹاؤن'' کی ارائیں برادری کے ساتھ ایک اجلاس کا انعقاد کیا۔ یہ اجلاس آج مؤرخہ 30 اکتوبر 2016ء بروز اتوار جناب محمد آصف ارائیں کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اجلاس کے لیے جناب محمد آصف ارائیں نے بھرپور تعاون اور انتظامات کیے۔

اجلاس میں علاقے کے مندرجہ ذیل ارائیں معززین نے شرکت فرمائی۔

ڈاکٹر محمد ناصر جاوید ارائیں، جناب محمد لطیف ارائیں، جناب گلزار احمد ارائیں، جناب شبیر احمد ارائیں (شانتی نگر)، جناب عنایت علی ارائیں، جناب محمد عادل ارائیں، جناب محمد اکبر ارائیں، جناب محمد ارشاد ارائیں، جناب تنویر عباس ارائیں، جناب محمد فیصل ارائیں، جناب نعمان علی ارائیں، جناب محمد سرور ارائیں، جناب کریم بخش ارائیں، جناب محمد توصیف ارائیں اور جناب محمد اشفاق ارائیں۔

جناب محمد رضوان شاہد ارائیں کی دعوت پر راقم (اعجاز احمد ارائیں، ایڈیٹر: بزمِ ارائیاں) نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔

حلقہ سعید آباد کے عہدیداران

(جناب محمد صابر ارائیں، صدر۔ جناب رضوان شاہد ارائیں، جنرل سیکریٹری۔ جناب محمد اسلم ارائیں، فنانس سیکریٹری۔ مولانا اختر محمد یار ارائیں ، آفس سیکریٹری) اور اعجاز احمد ارائیں، ایڈیٹر: بزمِ ارائیاں نے اجلاس میں شرکت کر کے معززینِ علاقہ کو ''انجمن ارائیاں پاکستان، صوبہ سندھ'' اور ''انجمن ارائیاں سعید آباد کراچی'' کا تعارف کروایا اور سماجی و فلاحی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ جسے معززین نے بے حد سراہا۔ معززین کو ''ارائیں ویلفیئر ہسپتال، سعید آباد'' میں نہایت کم اور رعایتی نرخ میں علاج و معالجہ اور آنکھوں کے بالکل مفت آپریشن کے متعلق بھی آگاہ کیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ علاقے کی ارائیں برادری کو ان سماجی و فلاحی سرگرمیوں میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔ جسے مقامی ارائیں برادی نے قبول کرتے ہوئے بھرپور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ بعدازاں جناب محمد آصف ارائیں کی جانب سے مہمانانِ گرامی کی تواضع کی گئی اور دعائے خیر کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا۔